سلسلہ نمبر ۶

افاداتِ فاروقی

IFADAT-E-FAROOQI

مکتبۃ النور۔ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلسلہ نمبر ۶

افاداتِ فاروقی

افادات

شفیق الامت حضرت مولانا شاہ محمد فاروق صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ خاص

مسیح الامت حضرت مولانا شاہ محمد مسیح اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

مکتبۃ النور پوسٹ بکس ۱۳۰۱۲

کراچی ۷۵۳۵۰ پاکستان

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱۔	عرض ناشر	۵
۲۔	فکر ذکر	۶
۳۔	مقامات اربعہ	۲۷
۴۔	مراقبہ یعنی فکر قلبی	۵۳
۵۔	سالکین کے لئے قیمتی نصیحتیں	۷۱
۶۔	دارالعلوم نیو کاسل میں طلباء سے خطاب	۹۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض ناشر

بعد الحمد والصلوۃ توفیقِ الٰہی اپنے مرشد پاک شفیق الامت محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد فاروق صاحب دامت برکاتہم عمّت فیوضہم کی برکت سے حضرت اقدس ہی کے مواعظ کا سلسلہ نمبر۶ بنام افادات فاروقی حاضرِ خدمت ہے۔

الحمدللہ حضرتِ اقدس کے ان مواعظ کی طباعت سے امت مسلمہ کی خلق کثیر کو بے حد نفع ہو رہا ہے اور روز بروز ان کی مانگ میں اضافہ ہو رہا ہے اور یہ میرے مرشد پاک کی برکت و توجہ کا نتیجہ ہے کہ توفیق الٰہی سے اس کی طباعت میں بھی تیزی پیدا ہوئی 'اللّٰھم لکَ الحمدُ ولکَ الشکرُ'

موجودہ دور بہت مصروفیت کا ہے اور ہر شخص اس مصروفیت میں منہمک ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ اس مصروفیت میں سے کچھ وقت دینی ذمہ داریوں کے لئے وقف کیا جائے اور شب و روز کی مصروفیات کو شرعی تقاضوں سے ہم آہنگ کیا جائے حضرتِ اقدس کا ارشاد مبارک ہے کہ موجودہ سائنسی دور میں ہر چیز کا ست نکالا جا رہا ہے منوں ٹنوں دوائیوں کو مختصر کر کے ایک کیپسول کی شکل دے دی گئی ہے مہینوں کا سفر گھنٹوں میں تبدیل ہو گیا ہے تو اسی طرح ضرورت اس بات کی ہے کہ اب عوام الناس کو انتہائی سہل اور مختصر مضامین کے ذریعے شریعتِ اسلامیہ کی طرف راغب کرنے کی سعی کی جائے' مختلف قسم کے ذرائع ابلاغ کے ذریعے بہت تیزی سے لادینی زہر ہمارے معاشرے میں سرایت کر رہا ہے اگر ہم نے اپنے اطراف کا جائزہ نہ لیا تو آئندہ آنے والے دور میں دین پر عمل کرنا بہت مشکل ہو جائے گا۔

انہیں سب موجودہ ضروریات کے پیش نظر حضرتِ اقدس کے مواعظ ہر خاص و عام میں مقبول ہو رہے ہیں کہ ان میں نہایت سہل انداز میں جامعیت کے ساتھ رہنمائی فرمائی گئی ہے۔

حق تعالیٰ ہمیں اخلاص کے ساتھ اس پر عمل کی توفیق نصیب فرمائیں حضرتِ اقدس و دیگر اولیاءِ کرام' علماءِ حق اور دینی شخصیات کی عمروں میں افزونی فرمائیں اور ان کی برکات سے امت کو مستفیض فرمائیں۔ آمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

سگِ درِ شفیق الامت

احقر محمد ظریف فاروقی عفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فکر ذکر

افادات

شفیق الامت حضرت مولانا شاہ محمد فاروق صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ خاص

مسیح الامت حضرت مولانا شاہ محمد مسیح اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

مکتبۃ النور، پوسٹ بکس ۱۳۰۱۲

کراچی ۷۵۳۵۰ پاکستان

خطبہ ماثورہ

نَحمَدُہٗ وَنُصَلِّی وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ○

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ ○

توفیق الٰہی سے آج کی حاضری میں ذکر اللہ کے بارے میں چند باتیں عرض کرنی ہیں۔

اللہ کا ولی بننا فرض ہے اس کا طریقہ :

"پانی پت میں حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے ایک وعظ میں فرمایا،کہ اللہ کا ولی بننا فرض ہے"۔ اور اس کے لئے دو باتیں ارشاد فرمائیں۔ "کثرت ذکر اور دوام طاعت"۔ کہ اکثر اللہ کو یاد کریں' اور ہمیشہ اللہ کی فرمانبرداری کریں۔ ان دونوں باتوں کی پابندی سے آدمی اللہ کا ولی ہوجاتا ہے۔ امید ہے کہ میری واجب الاحترام دینی مائیں' بہنیں' بیٹیاں' ہمیشہ کی طرح توجہ کے ساتھ بات سنیں گی۔ دھیان لگا کر' اللہ کی رضا کے لئے اور اپنی اصلاح کی نیت سے۔ تو ذکر الٰہی کے بارے میں اور یاد الٰہی کے

بارے میں چند باتیں عرض کرنی ہیں۔ دوام طاعت کی توفیقات تو رمضان میں خوب ملتی ہیں۔ اس کے اثرات اب بھی ہیں۔ ان اثرات کو باقی رکھنا' ترقی دینا یہ اپنے اختیار کی بات ہے۔ اور کثرت ذکر کی توفیق بھی ملی' تو کیوں نہ اس عبادت طیبہ کو قائم رکھا جائے۔ جو ماہ رمضان میں ہمیں عطا ہوئی۔ پورا رمضان دوام طاعت کی توفیق بھی ملی۔ کثرت ذکر کی توفیق بھی ملی۔ تو توفیق الٰہی سے جب دونوں باتوں کی توفیق ہوئی ہے۔ تو بعد رمضان بھی ان کا دھیان رکھنا چاہئے۔ لہٰذا اسی سلسلے میں یہ باتیں عرض کی جارہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا نام لینے کے لئے کوئی قید نہیں

حضرت والا تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا : جس قدر ہوسکے اللہ کا نام لیتے رہنا۔ قرآن پاک اور حدیث شریف میں اس کا حکم بھی ہے۔ فضیلت بھی ہے' ثواب بھی ہے' اور کچھ مشکل کام بھی نہیں ہے۔ تو ایسے آسان کام میں لاپرواہی یا سستی کرکے حکم کے خلاف کرنا اور ایسی قیمتی چیز کھو کر اپنا نقصان کرنا کیسی بے جا اور بری بات ہے۔

فرمایا : کہ اللہ کا نام لیتے رہنے میں نہ کسی گنتی کی قید ہے' نہ وقت کی' نہ پکار کر پڑھنے کی' نہ وضو کی' نہ قبلے کی طرف منہ کرنے کی' نہ کسی خاص جگہ کی' نہ ایک جگہ بیٹھنے کی' ہر حالت میں آپ اللہ کا نام لے سکتے

ہیں۔ ہر طرح سے آزادی اور اختیار ہے۔ پھر کیا مشکل ہے۔

اور فرمایا : کہ ذکر کو چھوڑ دینا یہ شیطان کا دھوکہ ہے۔ وہ بہکاتا ہے اور ثواب سے .... محروم رکھنا چاہتا ہے۔ ذکر اللہ کا ثواب بہت زیادہ ہے۔ ایک دفعہ اللہ کہنا دنیا و مافیہا کی ہر نعمت سے بہتر ہے۔

ذکر اللہ کی نیت

ہر کام کی نیت ہوتی ہے۔ ذکر اللہ کی نیت یہ ہے کہ محبت الٰہی حاصل ہو جائے' محبت الٰہی حاصل کرنے کی نیت سے اللہ کا نام لے۔ اور ذکر کے درمیان بھی اللہ کی محبت مانگتا رہے۔ یا اللہ مجھے اپنی محبت نصیب فرما۔ دعا کرتا رہے۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ جب دل تو دنیا کے کام میں پھنسا رہا اور زبان سے اللہ کا نام لیتے رہے اس سے کیا فائدہ ہوا؟ سو خوب سمجھ لو! یہ بھی غلطی ہے۔ جب دل سے ایک دفعہ یہ نیت کرلی کہ ہم ثواب کے واسطے اللہ کا نام لینا شروع کرتے ہیں۔ اور اس نیت کے بعد دل دوسری طرف ہو جائے۔ نیت نہ بدلے۔ برابر ثواب ملتا رہے گا۔ البتہ جو وقت اور کاموں سے خالی ہو۔ اس میں دل کو ذکر کی طرف متوجہ رکھنے کی کوشش کرے۔ فضول قصوں کی طرف خیال نہ لے جائے۔ تاکہ اور زیادہ ثواب ہو۔ اور اللہ کا نام مبارک' **تسبیحات** اللہ والوں سے تجویز کرالو۔ کچھ

مسنون اوراد اس وقت بھی بیان کردیئے جائیں گے۔ تاکہ اس کا اپنانا آسان ہو۔ اللہ کا نام اللہ والوں سے سیکھ لو۔

حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کے دو مشن

حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ بھائی! میرے تو دو ہی کام ہیں۔ مجھ سے دعا کروالو اور اللہ کا نام پوچھ لو۔ یہ حضرات ولی گر ہوتے ہیں۔ اللہ کی مخلوق کو اللہ سے جوڑنے والے ہوتے ہیں۔ ذکر کی بہت فضیلتیں ہیں۔جو بہت سی روایات کے اندر اور آیات کے اندر آئی ہیں۔ سب سے بڑی فضیلت اسی آیت مبارکہ میں ہے۔ جو میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے۔ اللہ پاک فرماتے ہیں کہ تم مجھ کو یاد کرو۔ میں عنایت سے تم کو یاد کروں گا۔ اور دیکھو میرا شکر کرو ناشکری مت کرو۔ کفران نعمت مت کرو۔ اس میں ذکر کی بہت بڑی فضیلت ہے۔ جو آدمی اللہ کو یاد کرتا ہے وہ محروم نہیں رہتا۔ اتنے بڑے مالک' خالق' رب' محسن اور محبوب کے نام کی توفیق مل جانا علامت ہے اس بات کی کہ اللہ پاک راضی ہیں۔

شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

سعدی اپنی زبان کو ہزار بار بھی آب گل سے دھوئے تو اس قابل

نہیں ہے کہ اس پر اللہ کا نام آسکے۔ یہ ان کا احسان ہے۔ ایک شخص حضرت حاجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حرم میں حاضر ہوئے۔ فرمایا حضرت سوا لاکھ مرتبہ روزانہ اللہ اللہ پڑھتا ہوں۔ لیکن کچھ نفع محسوس نہیں ہوا۔ حضرت نے فرمایا۔ میاں توبہ کرو یہ تھوڑا نفع ہے کہ ذکر کی توفیق ہو رہی ہے۔ اور فرمایا۔ اگر یہ شخص عارف ہوتا تو ایسی بات نہ کہتا۔ توفیق ذکر اپنی ذات میں فی نفسہ بہت بڑی چیز ہے' بہت بڑی چیز ہے۔ بہت بڑی چیز ہے۔ ہم گناہ گاروں کو' ناپاکوں کو اس پاک نام لینے کی توفیق ہو جائے۔ بہت بڑی چیز ہے' بات آپ کے سامنے مختصر ہوگی۔ چونکہ رمضان کے اندر دوام طاعت کثرت ذکر کی توفیق ملی ہے۔ اس لئے ان عادات طیبہ کو باقی رکھنا' قائم رکھنا' ان کو ترقی دینا' یہ آپ کے اختیار میں ہے۔ رمضان میں بہت ہی عافیت اور سہولت کے ساتھ دونوں باتوں کی توفیق ملی۔ گناہوں سے بچنا ہوا' کثرت ذکر کی توفیق ملی۔ کیوں نہ دوام طاعت اور کثرت ذکر کی عادت طیبہ کو قائم رکھا جائے اس کو بڑھایا جائے تقوائے رمضان کی بڑی برکات ہیں۔ میں عرض کر رہا تھا کہ اللہ کا نام کسی اللہ والے سے لے لو۔ سیکھ لو۔ پوچھ لو کہ ہم اللہ کا نام کس طرح لیا کریں۔ جو مسنون اوراد ہیں۔ جو مسنون وظائف ہیں ان کو اپنے معمول میں لے آؤ۔ غرض اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے۔ قرآن مجید کے اندر آتا ہے۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ

تَزَکّٰی وَذَکَرَاسْمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰی کامیاب ہوا وہ شخص جو برے عقیدوں سے اور برے اخلاق سے پاک ہوگیا۔ اور اپنے رب کا نام لیتا رہا' نماز پڑھتا رہا۔ تین باتوں کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔ ایک تزکیہ کا حکم دیا۔ دوسرا ذکر کا' تیسرا نماز کی پابندی کا حکم دیا اور ان تینوں باتوں میں ہماری کامیابی ہے۔ اپنی اصلاح کا اہتمام کریں۔ اپنی خرابیاں دور کریں۔ اور اس سے مراد جو ہے وہ یہ ہے کہ تزکیہ باطن کرالیں۔ اور کثرت سے اللہ کا نام مبارک لیتے رہا کریں اور نمازوں کی پابندی رکھیں۔ انشاء اللہ اعلیٰ درجے کی فلاح حاصل ہوگی۔

حدیث شریف کے اندر آتا ہے کہ "جو لوگ اللہ کا ذکر کرنے کے لئے بیٹھتے ہیں ان کو فرشتے گھیر لیتے ہیں" دین کی باتیں بیان کرنا' دین کی باتیں سننا یہ بھی اللہ کا ذکر ہے۔

ذکر الٰہی حقیقی یہ ہے کہ تاحیات آدمی شریعت کے اتباع کا اہتمام رکھے۔ اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی نہ کرے۔ ہمیشہ اس بات کا دھیان رکھے' ہمیشہ اس بات کی یاد اس کے دل میں ہو۔ ان کے حکم کی خلاف ورزی نہ ہوجائے۔ یہ بھی ایک ذکر ہے۔ ہم اس وقت توفیق الٰہی سے ذاکرین میں سے ہیں۔ الحمدللہ غافلین میں سے نہیں ہیں۔ دین کی بات کا پیش کرنا ذکر ہے۔ دین کی باتوں کا سننا بھی ذکر ہے۔ حدیث میں آتا ہے۔ جو ذکر الٰہی کے لئے بیٹھتے ہیں ملائکہ ان کو گھیر لیتے ہیں۔ اور ان پر

اللہ کی رحمت چھا جاتی ہے۔ اور ان پر سکون کی کیفیت نازل ہوتی ہے۔
حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا : جو شخص اپنے پروردگار کا ذکر کرتا ہو اور جو شخص نہ کرتا ہو انکی مثال زندوں اور مردوں کی سی ہے۔ ذکر کرنے والا زندہ ہے اور ذکر نہ کرنے والا مردہ ہے۔

حدیث کے اندر ذکر کے بارے میں آتا ہے۔ حدیث قوی ہے۔ اَنَاجَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِی۔ اللہ پاک فرماتے ہیں۔ "میں اس کا جلیس ہوتا ہوں جو مجھے یاد کرتا ہے"۔ حدیث کے اندر آتا ہے "تو میرا خیال رکھ میں تیری حفاظت کروں گا تو میرا ذکر کر میں اپنی نعمتوں سے مالا مال کردوں گا"۔ اور جو ذاکرین ہوتے ہیں۔ ان کے کام بھی آسانی سے ہو جاتے ہیں۔ جو اللہ کی یاد میں لگے رہتے ہیں ان کے کام بن جاتے ہیں۔ ذکر کے آداب میں سے یہ ہے کہ آدمی حلال کھانے کا اہتمام کرے۔ فرائض و واجبات و سنن کی پابندی کرے۔ پابندی کے ساتھ ذکر کرے۔ جسم کی غذا اللہ پاک نے مٹی سے پیدا کی ہے۔ روح کی غذا عالم بالا سے نازل فرمائی ہے۔ وہ ذکر اللہ ہے۔ سب سے بڑی چیز اللہ کی رضا اور اللہ کا ذکر ہے۔ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکْبَرُ کے لئے وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ ضروری ہے۔

حدیث کے اندر آتا ہے۔ جب جنت کے باغوں میں سے گزرا کرو تو اس میں سے کچھ کھا لیا کرو۔ لوگوں نے عرض کیا کہ حضور! جنت کے باغ کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : مجالس ذکر "جہاں پر اللہ کا نام

لیا جاتا ہو" دین کی باتیں ہوتی ہوں۔

آداب ذکر

ذکر کے آداب میں سے کیا ہے؟ حلال کھانے کا اہتمام کرے۔ عقیدہ درست رکھے' فرائض و واجبات و سنن کی پابندی کرے۔ کسی اللہ والے سے اللہ کا نام سیکھے۔ محبت الٰہی کی نیت سے ذکر کیا کرے۔ یہ ذکر کے آداب ہیں۔

اس طرح پورا نفع ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ توفیق الٰہی سے۔ اتباع شریعت کے ساتھ اور اصلاح نفس کے ساتھ اور اصلاح نفس کے ساتھ جو ذکر کیا جاتا ہے وہ رنگ لاتا ہے۔ اتباع شریعت اور اصلاح نفس کے ساتھ جو ذکر کیا جاتا ہے وہ رنگ لاتا ہے۔ وہ برتن زیادہ چمکدار ہوتا ہے پالش اور قلعی کے بعد جس کو پہلے مانجھ لیا جائے۔ جس کے رذائل درست ہو جائیں۔ منجھائی کے بعد رگڑائی کے بعد جب قلعی ہوتی ہے وہ زیادہ چمکدار ہوتی ہے۔ میلے برتن پر قلعی بھی میلی ہو جاتی ہے۔ کالے کالے دل کے برتن کو کسی قلعی گر کے پاس لے جاؤ۔ کسی اللہ والے کے پاس لے جاؤ۔ مظروف بہت قیمتی ہے۔ اس کے لئے ظرف صاف ستھرا چاہئے۔ پہلے ظرف بنوالو۔ مٹی کے تیل کی بوتل کے اندر عطر نہیں رکھا جاتا ہے۔ "شامتہ العنبر" کے اعلیٰ درجے کے عطر

اور خوشبو کے لئے شیشی بھی صاف ستھری چاہئے' اپنے دل کی شیشی کو صاف ستھرا کرا' کرنے والے موجود ہیں۔ رذائل سے خلط ہے تو ان سے صاف کرالو۔ شہوات دنیا کو نکال دو۔ یہ دنیا کے جھمیلے اور بکھیڑے اپنے دل میں ڈالے ہوئے ہیں۔ غیر اللہ کو آباد کیا ہوا ہے۔ اس کو دور کرلو۔ جب یہاں دل میں خلوت ہو جائے گی۔ ابھی تو ذکر کی تیاری ہو رہی ہے۔ دیکھنا تو سہی جب اخلاص کے ساتھ ذکر میں لگو گے ان کی یاد آجائے گی۔ ان کا ذکر آجائے گا۔ میاں آجائیں گے۔ اسی کو کہا ہے خواجہ صاحب نے۔

ہر تمنا دل سے رخصت ہو گئی
اب تو آجا اب تو خلوت ہو گئی

اور خلوت بھی کیسی ہے۔ قلب کے اندر خلوت کیا ہے؟ سارے رذائل اور گندگیاں دور ہو گئی ہیں۔ میل کچیل اب دل میں نہیں رہا۔

آمد و شد میں نفس کے ہم ذکر ہو کرتے رہے
اور بھری محفل میں ہم ان سے گفتگو کرتے رہے

حقیقی خلوت

میری بیٹیو! گھر کا کام کاج کرتی رہنا۔ شوہر کے حقوق ادا کرتی رہنا اور یہاں یاد لگی رہے۔ یہ ہے خلوت کسی کوٹھڑی کی ضرورت نہیں۔ دل کی کوٹھڑی کو

خالی کرلو۔ غیر اللہ سے رزائل سے، گندگیوں سے، گناہوں سے، جھگڑے، جھمیلوں سے، دنیا کی محبت اور شہوات سے بس تخلیہ ہوگیا، خلوت ہوگئی، یہی حجرہ کافی ہے، لگ کر تو دیکھو۔ کتنا فائدہ ہے اللہ کی یاد میں، اللہ کے ذکر میں۔ ہر وہ آدمی جو اللہ کی یاد میں لگا خدا کی قسم بامراد ہوا، نامراد کوئی بھی نہیں ہوا۔ آج تک اس راستے کے اندر حدیث شریف میں آتا ہے۔ جو شخص کسی جگہ جس میں اللہ کا ذکر نہ کرے۔ اللہ کی طرف سے نقصان ہوگا۔ ٹوٹا ہوگا جو شخص کسی جگہ لیٹے جس میں اللہ کا ذکر نہ کرے۔ اللہ کی طرف سے نقصان ہوگا۔ مطلب یہ ہے کہ ہر حالت میں اللہ کا ذکر کرنا چاہئے۔ کھڑے، بیٹھے، چلتے، پھرتے، اٹھتے، بیٹھتے ہر حالت میں اللہ کا نام لیتے رہو۔

زیادہ باتیں کرنے کا نقصان

زیادہ باتیں کرنے سے دل میں سختی آجاتی ہے۔ اور جس دل میں سختی ہو وہ دل اللہ سے دو ہوجاتا ہے۔ اس کو کہتے ہیں "قساوت قلبی" یعنی دل کی سختی، اور جس دل میں اللہ کے ذکر کی برکت سے ملائمت ہو وہ دل اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

جامع عمل

ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کے شرعی اعمال مجھ پر بہت ہوگئے ہیں (مراد نفلی اعمال ہیں) فرائض وواجبات تو ہیں ہی مختصر سے۔ اب تو رونا یہ کہ فرائض و واجبات کی پابندی نہیں ہے۔ گناہوں سے بچنا نہیں ہے۔ یہ نفلی اعمال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہوگئے۔ نفلی اعمال اور نفلی فضائل بہت زیادہ ہیں۔ سب کا یاد رکھنا اور تمام نفل اعمال پر عمل کرنا یہ مشکل ہے۔ کوئی ایسا عمل بتلا دیجئے کہ بس وہ کام کرلوں سارے کاموں کا فائدہ ہوجائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! ایسا عمل ہے! جس کے کرنے سے تمام نفلی اعمال کا ثواب مل جاتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اللہ کے ذکر سے تیری زبان تر رہے۔ (تیری زبان پر اللہ کا ذکر جاری رہے) حدیث شریف کے اندر آتا ہے۔ (جس کی زبان اللہ کے ذکر سے تر رہتی ہے" حرکت کرتی رہتی ہے۔ اس کے ہونٹوں پر لبوں پر ملائکہ کا ہجوم رہتا ہے۔ ذکر لینے کے لئے وہ اوپر سے اترتے ہیں۔ دیکھ لیجئے! کہ اس کا رن وے کون سا ہے؟ آپ کے ہونٹ ہیں' آپ کے لب ہیں۔ یہاں ملائکہ کا جھمگٹا رہتا ہے۔ حدیث شریف کے اندر آتا ہے "ملائکہ نازل ہوتے رہتے ہیں اور جس وقت تک آدمی ذکر کرتا رہتا ہے اللہ کی یاد میں لگا رہتا ہے۔ گناہ سے بچا رہتا ہے"۔

گناہوں کے خیالات کا علاج

بہت سے لوگ کہتے ہیں جی رات کو گناہوں کے خیالات بہت آتے ہیں۔ گناہوں کے خیالات آتے ہیں۔ اٹھ کر' بیٹھ جا! اللہ کے ذکر میں لگ جا یہ خیالات بھاگ جائیں گے۔ نہیں رہیں گے۔ خلاء محال ہے۔ خالی بوتل میں کوئی چیز نہ ہو اور آپ یوں کہیں کہ بوتل یہ خالی ہے یہ ناممکن ہے اس میں ہوا ضرور ہوگی۔ اور آپ کہیں کہ ہوا نکال دو۔ ہوا نکال دی جائے گی۔ لیکن اگر اس کے اندر پانی یا شربت کو بھر دیا جائے ہوا نکل جائے گی۔ اہل سائنس بھی اس کو تسلیم کرتے ہیں کہ خلاء محال ہے۔ ہم بھی مانتے ہیں کہ خلاء محال ہی۔ جب ذکر میں نہیں لگے گا وساوس کا خیالات کا شکار ہو جائے گا۔ خیالات بتا رہے ہیں جو خیالات آرہے ہیں کہ ذکر کی طرف سے خلاء ہے۔ اس سے آگے مالیخولیا کا مریض بھی ہو جاتا ہے۔ راتوں کو نیند نہیں آتی۔ ہزاروں لاکھوں روپیہ خرچ کر دیتا ہے۔ اللہ کے ذکر میں نہیں لگتا۔ ایک صاحب آئے کہنے لگے جی میں نے تو بڑے بڑے ڈاکٹروں سے علاج کرا لیا۔ مجھے نیند ہی نہیں آتی میں نے کہا ٹھیک ہے۔ وضو کر کے آج آپ یہ ارادہ کر لیجئے۔ اپنے نفس سے کہہ دیجئے کہ مجھے بھی سونا ہی نہیں ہے۔ میں ساری رات نفلیں ہی پڑھوں گا۔ بس لمبی لمبی رکعتیں ہوں گی اور جب سلام پھیر لیا کریں تھوڑی دیر درود شریف پڑھ لیا کریں۔ پھر نیت باندھ لیا

کریں۔ بس یہ عمل کیا تھوڑی دیر کے بعد ہی نیند آگئی۔ دیکھا! وہ شیطانی چکر تھا سارے کا سارا۔ آدمی خیالات سے گھبرا جاتے ہیں۔ ایک ہے خیالات کا آنا۔ ایک ہے خیالات کا لانا۔ لانا برا ہے۔ آنا اچھا ہے۔ لیکن آئے ہوئے کو اختیاری مت بناؤ۔ منہ مت لگاؤ۔ جو خیالات غیراختیاری طور پر آتے ہیں اس کا واحد علاج یہ ہے کہ ادھر سے بے التفاتی' بے دھیانی برتتے ہوئے' خیالات کی طرف سے بے خیالی برتتے ہوئے انتہائی طور پر اپنے کام میں مشغول ہو جاؤ۔ اللہ کی یاد میں لگ جاؤ۔ جو غیراختیاری خیالات آتے ہیں شیطان کی طرف سے عنوان بدل بدل کر' اس کا علاج ذکر اللہ ہے۔ ذکر اللہ میں لگ جاؤ' چین و سکون حاصل ہو جائے گا۔

دل کا اطمینان صرف ذکر میں ہے

یاد رکھو! دل کا اطمینان' چین' سکون دنیا کی کسی مارکیٹ میں نہیں بکتا وہ اللہ کی یاد میں ہے۔ اطمینان قلب کا فقدان ہے۔ آج ہر آدمی یہ کہتا ہے میرے دل میں گھبراہٹ ہے' بے چینی ہے پریشانی ہے' تنہا بیٹھا ہے' بجلی کے پنکھے کے نیچے بیٹھا ہے آرام سے بیٹھا ہے' اور کہتا ہے کہ صاحب میں پریشان ہوں۔ بے چینی ہے' پریشانی ہے' کیوں نہیں ہو گی' اللہ کی یاد سے دور ہے۔

ذکر چھوڑنے کی نحوست

حدیث کے اندر آتا ہے "جب آدمی اللہ کی یاد میں لگا رہتا ہے' شیطان دور ہوتا ہے اور جب اللہ کے ذکر کو چھوڑ دیتا ہے۔ سو شیطان اپنی سونڈھ لاکر مومن کے قلب کے اوپر رکھ دیتا ہے۔ اور برے خیالات ڈالتا ہے۔ ایسے برے برے خیالات آتے ہیں۔ آدمی اپنی بیوی کی طرف سے بھی بدگمان ہوجاتا ہے۔ بری تہمتیں اس کے اوپر لگاتا ہے۔ گھر برباد ہوجاتے ہیں۔ وہ بیچاری قسمیں کھاتی ہے۔ قرآن اٹھاتی ہے۔ یہ نالائق غافل جو ہے (اللہ کے ذکر سے) یقین نہیں کرتا شیطان اس پر سوار ہے۔ دیکھ لیجئے! اس صحابی نے کیا سوال کیا؟ ابھی نفلی اعمال تو بہت سارے ہیں۔ میں تو آپ سے یہ درخواست کررہا ہوں کہ اتنے سارے نفلی اعمال کہاں تک یاد رکھوں۔ کوئی ایسا عمل بتلا دیجئے جو ان سب کے لئے کافی ہوجائے۔ (فرمایا بس یہ سب سے بڑی بات بتلا دی) کہ جا اللہ کا ذکر کرتا رہ تیری زبان اللہ کے ذکر سے تر رہے۔ جاری رہے۔

اچھا آپ چالیس دن کے لئے عادت ڈال کے دیکھیں کتنا چین وسکون آتا ہے۔ پریشانیاں دور ہوتی ہیں۔ صحیح نیند آئے گی۔ صحیح آرام ملے گا۔ دنیاوی کام کرنے کی جو صلاحیتیں ہیں وہ بھی بڑھ جائیں گی۔ آپ اللہ کا نام

لے کر تو دیکھیں! نیت محبت الٰہی کے حصول کی ہو اور ان آداب کے ساتھ جو میں بیان کرچکا ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ آدمی کثرت ذکر میں لگے۔ کثرت کلام سے بچے اور جب آدمی کثرت ذکر میں نہیں لگے گا' کثرت یاد الٰہی نہیں کرے گا۔ یقینی بات ہے اس کے برعکس وہ کثرت کلام میں گرفتار ہوگا۔ اور کثرت کلام سے اس کا دل سخت ہو جائے گا۔ حدیث میں آتا ہے "جس کا دل سخت ہوتا ہے وہ دل اللہ سے دور ہوتا ہے"۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ "اتنا اللہ کا ذکر کرو... بددین لوگ ریا کار کہنے لگیں۔ یا پاگل کہنے لگیں۔ ایک عالم آئے تھے۔ اصطلاحی عالم تھے اعتکاف میں تو انہوں نے حدیث کا مطلب برعکس سمجھا۔ کہنے لگے کہ صاحب! اتنا ذکر کرو کہ کرتے کرتے پاگل ہو جاؤ۔ میں نے کہا! مولانا معاف کیجئے... یہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ ہے کہ اتنا ذکر کرو' اتنا اللہ کی یاد میں لگے رہو کہ دوسرے جو مخالفین بد دین لوگ ہیں وہ یوں کہیں کہ دیکھو ریا کاری کررہا ہے۔ پاگل ہوگیا ہے' مکار ہے' دوسرے کہیں یہ سند دوسروں کی طرف سے ملے یہ نہیں کہ آپ اپنا حلیہ بگاڑ لیں۔ فوراً ان کی سمجھ میں آگیا۔ کہنے لگے ہاں..... ٹھیک ہے' اور حدیث کے اندر یہ بھی آتا ہے کہ "جنت والوں کو کوئی افسوس نہیں ہوگا۔ کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔ ہاں! وہ لمحات دنیا کے جن میں اللہ کا ذکر نہیں کیا تھا وہ بہت یاد آیا کریں گے۔ کیوں؟ کہ بھائی! درجات آخرت کا جو دارومدار ہے وہ دنیا میں ذکر اللہ پر ہے۔ جتنا پیارا ذکر کرے گا اور جتنی

کثرت سے اللہ کا ذکر کرے گا' اور جتنی محبت سے اللہ کا نام لے گا۔ اتباع شریعت اور اصلاح نفس کے ساتھ اعلیٰ درجے اسکو جنت میں نصیب ہوں گے۔ اب جب درجات میں وہاں کمی ہوگی اسی وجہ سے ہوگی کہ دنیا کے اندر اتباع شریعت میں اور اصلاح نفس میں کمی تھی اور ذکر اللہ میں نہیں لگا تھا۔ اس لئے یہ حسرت ہوگی۔

مسنون اذکار

کئی مسنون ذکر ہیں وہ بھی آپ سن لیجئے تاکہ اس کے بعد دعا کی جائے۔ حدیث میں آتا ہے کہ "ایک بی بی تھی ان کے سامنے کھجور کی گھٹلیاں یا کنکریاں رکھی تھیں۔ جن پر وہ سبحان اللہ' سبحان اللہ پڑھ رہی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا اور منع نہیں فرمایا۔ مجدد تھانوی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں۔ یہ دلیل ہے تسبیح استعمال کرنے کی۔ ایک صحابی نے ایک دھاگے کے اوپر ہزار گانٹھیں باندھی ہوئی تھیں۔ اس پر ہزار بار تسبیح پڑھ کر سوتے تھے۔

الترغیب والترھیب کے اندر آتا ہے جو سو دفعہ سبحان اللہ صبح کو پڑھ لے اور سو دفعہ سبحان اللہ شام کو پڑھ لے اللہ تعالیٰ اس کو حج مقبول کا ثواب عطا فرمائیں گے۔

اور حدیث شریف میں ہے افضل الذکر لا الہ الا اللہ سب سے جو بہترین ذکر ہے۔ وہ کلمہ طیبہ کا ذکر ہے۔ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ کم از کم دو تسبیح اس کی پڑھ لیا کریں۔ اطمینان کے ساتھ فرصت کے وقت دیکھئے! اس میں صبح یا شام کی قید نہیں ہے۔ بھوک کا تقاضہ نہ ہو' نیند کا غلبہ نہ ہو۔ بس دو باتیں جب نہ ہوں ذکر کر لیا کرو۔ یک نشستی ذکر کا بہت فائدہ ہے یعنی ایک جگہ بیٹھ کر۔ رات کو اپنے بستر پر بیٹھ کر چپ چاپ ذکر کر لیا کرو۔ کسی کو سنانے اور بتانے کی کیا ضرورت ہے۔ لا الہ الا اللہ' لا الہ الا اللہ' جب پانچ سات دفعہ میں سانس ٹوٹے تو اس میں ملا لو' محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ایک تسبیح سبحان اللہ کی' ایک تسبیح الحمد للہ کی' ایک تسبیح اللہ اکبر کی۔ ستر دفعہ **لاحول ولاقوۃ الا باللہ**' ستر دفعہ **استغفراللہ واتوب علیہ**' اور ایک تسبیح درود شریف کی پڑھ لیا کرو۔ صلی اللہ علیہ وسلم' صلی اللہ علیہ وسلم' صلی اللہ علیہ وسلم' اگر ہمت سے کام لو تو درود شریف کی تین تسبیح پڑھ لیا کرو۔

درود شریف کا نصاب بتلایا تین تسبیح کا۔ ہمارے حضرت فرماتے ہیں آج کل لوگ عدیم الفرصت ہیں۔ اگر تین تسبیح نہ پڑھ سکیں تو ایک ہی پڑھ لیا کرو۔ اور جمعہ کے دن ہزار بار درود شریف پڑھ لیا کرو۔ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی بڑی برکت ہے۔ روایات کے اندر آتا ہے۔ "مرنے سے پہلے جنت میں اپنا ٹھکانا دیکھ لے گا"۔ اور صاحب دلائل الخیرات نے دلائل

الخیرات کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ جو صدق دل سے جمعہ کے دن درود شریف پڑھے۔ ایک بار درود شریف سچے دل سے پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اس کے اسی سال کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔ اور درود شریف کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس کے کاروبار میں بھی برکت دیتے ہیں۔ اور کھانے پینے میں بھی برکت عطا فرماتے ہیں۔ اور رزق آسان عطا فرماتے ہیں۔

حدیث شریف میں کاروبار کے لئے روزگار کی اور تجارت کی ترقی کیلئے ایک درود شریف آتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَ رَسُوْلِکَ وَ صَلِّ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ۔

دس دفعہ صبح کو درود شریف جو شخص پڑھ لے۔ دس دفعہ شام کو پڑھ لے۔ اس کی برکت سے انشاء اللہ عزت و آبرو کے ساتھ روزی ملے گی۔ آسان روزی ملے گی۔

اللہ کے ذکر میں لگئیے! **یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِیْرًا ۝** (اللہ میاں حکم دے رہے ہیں "اے ایمان والو! تم کثرت سے ہماری یاد میں لگو"۔ اور ہماری پاکی بیان کرو۔ **وَسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِیْلًا** صبح شام ہماری پاکی بیان کرو)۔

یہ تسبیحات آپ کے سامنے عرض کردی ہیں۔ یہ مسنون تسبیحات ہیں۔ اسکے علاوہ تیسرے کلمہ کی بہت فضیلت ہے۔ **سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ**

وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ

ظہر کے بعد مغرب کے بعد عشاء کے بعد ایک ایک تسبیح اس کی پڑھ لیا کرو۔

بعض روایتوں میں آتا ہے کہ اس کی برکت سے جاندار مخلوق کو روزی دی جارہی ہے۔ اور جنت کے اندر اس کے پڑھنے کی برکت سے بہت سائے دار درخت لگ جاتے ہیں۔ **سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ**

توفیق الٰہی سے ذکر کے بارے میں عرض کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو دوام طاعت کثرت ذکر کی توفیق عطا فرمائے۔

دیکھئے! جب آپ اللہ کے ذکر میں لگیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے سب کام ہوتے چلے جائیں گے۔ کاموں میں آسانی ہوجائے گی۔ اللہ تعالیٰ عزت' آبرو' عطا فرمائیں گے۔ گناہوں کی ستاری فرمائیں گے۔ ہر شر سے بچائیں گے۔ اور اپنی حفاظت میں لے لیں گے۔ اور ذکر کے جو آداب بیان کئے گئے ہیں ان کا خاص طور پر خیال رکھئے۔ جو بھی آپ تسبیح پڑھیں۔ محبت الٰہی کی نیت سے پڑھیں۔ کہ اس کے پڑھنے کی برکت سے مجھے اللہ کی

محبت حاصل ہو جائے۔ اور درمیان میں دعا بھی کرتے جائیں کہ یا اللہ! اپنی محبت نصیب فرما۔ بھئی ذکر کا صحیح فائدہ اتباع شریعت اور اصلاح نفس کے اہتمام سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

واخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقاماتِ اربعہ

افادات

شفیق الامت حضرت مولانا شاہ محمد فاروق صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ خاص

مسیح الامت حضرت مولانا شاہ محمد مسیح اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

مکتبۃ النور پوسٹ بکس ۱۳۰۱۲

کراچی ۷۵۳۵۰ پاکستان

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم ؕ

توفیق الٰہی اپنے مرشد پاک کی برکت سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین اربعہ کی تلاوت کی سعادت اس وقت کی ملاقات میں بندے کو نصیب ہوئی۔ مقامات باطنہ صاحب نسبت بندے کے لئے بے حد ضروری ہیں۔ علماء اخلاق نے اس کے حصول کو فرض قرار دیا ہے۔ عمریں ہماری بیتی جارہی ہیں اور تقریباً ختم ہوتی جارہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ولی بننا نہایت سہل ہے

دنیا کی فانی چیزوں کا اور فانی مخلوق کا ایک عجیب قاعدہ ہے کہ ہر شخص میں انحطاط، اضمحلال اور ضعف ہے اور تدریجاً خاتمے کی طرف منتقل ہوتا رہتا ہے۔ اس دور میں اس بات کی بہت ضرورت ہے اور جیسا کہ

جسمانی معالجین نے ضرورت کو محسوس کیا کہ ادویات کے ست اور جوہر اور خلاصے نکالے اور منوں دوائیوں کے مختصر سے کیپسول ہمارے ہاتھ میں آگئے اور ماہرین فلکیات اور ارضیات نے بھی اس ضرورت کو محسوس کیا کہ مہینوں سالوں کے سفر اب گھنٹوں میں طے ہونے لگے۔ یہ اس وقت کی ضرورت تھی کہ زمینی سفر بھی آسان ہو اور امراض جسمانی میں جو معالجات کا طریق ہے وہ بھی مختصر ہو اور ایسا کیا گیا بالکل اسی طرح امراض روحانی میں بھی ہمارے اکابرین نے بہت سی چیزوں کے ست نکالے ہیں' جوہر بیان کئے ہیں' خلاصے بیان کئے ہیں' تاکہ ہم مختصر عرصہ حیات رکھنے والے لوگ جلد کامیاب ہو جائیں۔ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ' حضرت شیخ شبلی رحمتہ اللہ علیہ' حضرت معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ جیسے اسلاف کے زمانے کے مجاہدات و ریاضات کون کر سکتا ہے! نہ اتنی عمریں ہیں نہ ایسی تندرستی ہے اور مشاغل ہمارے ایسے ہیں کہ دن بہ دن ہماری زندگیاں پیچیدہ ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ اور تعلق مع اللہ کا حصول بہرصورت فرض ہے تو ماہرین اخلاق' اہل اللہ' کاملین نے بہت لمبی چوڑی باتوں کو مختصر کر دیا اور ان کا بھی ست نکال دیا۔ اور ایسی گر کی باتیں سامنے لائے کہ ساری تفصیلات ان مختصر باتوں کے ذریعے حاصل ہو جاتی ہیں' اور اس طرح آدمی پیچھے نہیں رہتا جیسا کہ مقاماتِ باطنہ' ملکاتِ فاضلہ' اخلاقِ مطلوبہ کی ایک لمبی فہرست ہے۔

لیکن خاصان خدا نے جن کے اوپر شفقتوں کا غلبہ ہے اور وہ مہربانِ امت ہیں' چن کر ایسی باتیں ہمارے سامنے رکھ دیں کہ چلو تم چالیس باتوں پر عمل نہ کرو چار باتوں پر عمل کرلو فائدہ تمہیں چالیس کا ہو جائے گا۔

تو پہلی حدیث توبہ کے بارے میں ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں۔ **یاایھاالناس** اے لوگو! اے بنی نوع انسان! **توبوااللہ** تم اللہ سے رجوع کرو' اللہ کی طرف توبہ کرو' پلٹ کر آجاؤ کہاں نکل گئے تھے تم راستے سے بھٹک گئے تھے اب صحیح راستے پر آجاؤ۔ توبہ کسے کہتے ہیں؟ توبہ اسے کہتے ہیں کہ کوئی چیز دور چلی جائے اور دوری اختیار کرلے! دوری سے نزدیکی میں آجائے یہ توبہ کی حقیقت ہے۔ آسان سی بات ہے۔

میرے شیخ میرے حضرت اباجی نوراللہ مرقدہ (حضرت مسیح الامت) نے جب مجالس کا سلسلہ شروع کیا اور طبع شریف میں شرم بہت غالب تھی۔ حضرت کے ایک محبوب خلیفہ تھے حاجی عبدالحئ صاحب باڑی والے رحمتہ اللہ علیہ اور پاکستان کے بڑے مشائخ میں سے ہوئے' اوکاڑہ میں ان کا انتقال ہوا۔ انتقال سے پہلے انہوں نے شہر میں ایک بڑی جامع مسجد تعمیر کرائی۔ اور اسی شہر کے قبرستان میں ان کا مزار ہے۔ لوگوں کو ان کی ذات سے بہت فائدہ ہوا۔ سخاوت ان میں اعلیٰ درجے کی تھی۔ اور سخاوت بیّن علامت ہے ولایت کی۔ ارے بھائی! جو سخی نہیں وہ ولی کیسے ہوسکتا ہے۔ انہوں نے ہمارے حضرت کو بہت مجبور کیا کہ مجلس کا سلسلہ اب شروع ہونا

چاہئے۔ ہماری بہت کم عمری تھی اس وقت کی بات ہے اور میرے حضرت کے ہاں صرف جمعہ کے دن بعد نماز جمعہ حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کا ایک وعظ من و عن سنا دینے کا معمول تھا۔ اس کے علاوہ کوئی مجلس ہفتے کے دیگر ایام میں نہیں تھی۔ حضرت حاجی عبدالحیٔ صاحب ہابڑی والوں نے حضرت کو بہت مجبور کیا اور مطبخ کے اوپر جہاں پر نیم کا درخت نکلا ہوا ہے اس کے قریب اوپر کی بالائی منزل میں ایک چوبارہ ہے وہاں پر حضرت کی مجلس کا انعقاد ہوا اور وہاں سے افتتاح ہوا۔ نشست کا انتظام خود حضرت حاجی صاحب مرحوم نے کیا۔

عرض کرنے کی بات یہ ہے کہ سب سے پہلے حضرت نے جو مجلس کی ابتداء فرمائی تو مقام توبہ کا بیان تفصیل سے کیا۔ اور ایک عرصے تک توبہ کا بیان چلتا رہا۔ میں نے اس مجلس کے شرکاء سے یہ بات من و عن سنی اور مجھ تک پہنچی کہ حضرت نے فرمایا جب تک مقام توبہ کی تکمیل نہ ہو تو دوسرے مقامات کیسے حاصل ہوں گے مقام توبہ کی تکمیل بے حد ضروری ہے بات کریں توبہ سے کریں' لہٰذا حضرت نے ایک عرصے تک مقام توبہ کی تفصیل کو بیان کیا توبہ کی ضرورت اور اہمیت کو واضح کیا۔

پنجاب میں ایک جگہ ہے پٹیالہ 'پٹیالہ کے علاقے کے جو پیر صاحب تھے ہمارے سلسلہ کے نہیں تھے۔ کسی بیرونی سلسلے کے گدی نشین بزرگ تھے لیکن ان کو ہمارے حضرت کے ساتھ عقیدت ہوگئی۔ اور عقیدت کی بناء پر

وہ سال میں دو دو بار وقت لگانے کے لئے جلال آباد تشریف لایا کرتے تھے اور مشہور تھا کہ ان کے ہزاروں مریدین ہیں۔ جب انہوں نے مقام توبہ کی تفصیل سنی تو زار و قطار رونے لگے۔ اور ان کے بدن میں ایک جھرجھری اور کپکپی سی آئی۔ اور انہوں نے حضرت والا سے عرض کیا کہ حضرت میرے تو مقام توبہ کی ہی تکمیل نہیں ہے میں ایسی پیری مریدی کر کے کیا کروں گا لوگ میرے سبب گمراہ ہو جائیں گے۔ اور میں یہ سلسلہ ختم کئے دیتا ہوں۔ حضرت والا نے فرمایا آپ کو بندے کے ساتھ محبت ہے آپ اس سے پہلے بھی دیگر معاملات میں بندے کے مشورے پر عمل فرماتے چلے آرہے ہیں۔ حضرت کی یہ بہت محتاط گفتگو ہے حضرت کے الفاظ پر ذرا غور فرماتے رہئے۔ چونکہ اس سے پہلے بھی دیگر معاملات میں بندے کے مشورے پر عمل فرماتے چلے آرہے ہیں۔ لہٰذا اب بندے کا مشورہ یہ ہے کہ وقتی طور پر بیعت لینا موقوف کر دیجئے لیکن سلسلہ بند نہ کیجئے۔ ورنہ لوگ محروم ہو جائیں گے اور مایوس ہو جائیں گے۔ انہوں نے حضرت والا کی بات پر عمل کیا اور ایک عرصہ کے بعد حضرت نے فرمایا کہ آپ تسلی رکھئے کہ ذات باری تعالیٰ نے آپ کے مقام توبہ کی تکمیل فرما دی ہے آپ سلسلہ بیعت جاری فرمایئے۔ حضرت کے مجازین میں سے نہیں تھے۔ حضرت کے یہاں پر انداز بہت محتاط ہوتا تھا اور مبنی بر تقویٰ ہوتا تھا۔ ادب کا انداز مبنی بر تقویٰ ہوتا تھا۔ اسی لئے حضرت کے یہاں تقویٰ کو احتیاط کے نام سے تعبیر کیا جاتا تھا۔

حضرت اصطلاحی گفتگو سے حتی الوسع عام طالب علم کی رعایت فرماتے ہوئے احتراز فرماتے تھے لیکن صیاد وہی ہوتا ہے جو پرندوں کی اور طیور کی زبان جانتا ہو۔ عوام میں رہ کر عوامی گفتگو فرماتے تھے۔ اور پھر سونے پر سہاگہ کہ حضرت کی احتیاط' حضرت کی عاجزی' نرمی' رفق و ترحم' شفقت کا غلبہ تھا کہ لوگ کھچے چلے آتے تھے۔

مقام توبہ اور طریقت

تو عزیزانِ من! مقاماتِ باطنہ میں جو سب سے اہم چیز ہے اور اولین فریضہ ہے وہ ہے مقام توبہ کی تکمیل۔ اور یاد رکھئے! اسلام میں استغفار عام ہے استغفار کے لئے کوئی شرط نہیں ہے۔ لیکن مقام توبہ جو ہے وہ مشروط ہے۔ اسی لئے آئمہ طریق اور علمائے اخلاق نے توبہ کے چار رکن بیان کئے ہیں اور چار شرطیں بیان کی ہیں۔

پہلا رکن توبہ کا اور پہلی شرط توبہ کی یہ ہے کہ انسان اپنی غلط کاریوں پر' خامیوں پر' اختیاری کوتاہیوں پر' نادم ہو' شرمندہ' پشیمان اور شرمسار ہو بلکہ پریشان ہو' بے چینی' کھرچن' بے کلی اس کو لگ جائے کہ ہائے میں نے یہ کیا کیا۔ ذات باری تعالیٰ کی عدول حکمی اور نافرمانی کی اللہ کی نافرمانی کا نام گناہ ہے۔ میرے حضرت نے ایک موقع پر فرمایا کہ مومن کو کسی موقع

پر پریشان نہیں ہونا چاہئے۔ ہاں اگر پریشانی کا موقع ہے تو وہ گناہ کا موقع ہے۔ الغرض توبہ کی حقیقت ہے ندامت۔ شرمساری اور پشیمانی' اور یہ پشیمانی جو ہے یہاں توبہ میں بہتر ہے باقی اور مقامات پر ٹھیک نہیں ہے۔

حضرت علی ہجویری کا ارشاد گرامی

میں نے حضرت سے جو سب سے پہلا سوال کیا اپنی کمسنی کے اندر وہ پہلا سوال یہ تھا کہ کسی چارٹ پر میں نے دس ملفوظ لکھے ہوئے دیکھے حضرت علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ کے' جن کو پاکستان کے عوام داتا گنج بخش کہتے ہیں۔ اللہ نے ان سے تبلیغ اسلام کا بہت کام لیا ہے۔ ہجویر سے وہ تشریف لائے۔ اور بعض روایات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ پنجاب کے علاقے میں جب آئے ہیں تو خواجہ اجمیری رحمتہ اللہ علیہ سے پہلے آئے ہیں اور ان کا فیضان عام پھیلا اور ان کے دست مبارک پر لاکھوں افراد اسلام میں داخل ہوئے۔ تو ان کے دس ارشادات اس چارٹ پر لکھے ہوئے تھے ان میں ایک ارشاد یہ تھا کہ پشیمانی سخاوت کو کھا جاتی ہے۔ اب میری عمر ہی اس وقت کیا تھی جب میں نے حضرت سے یہ بات پوچھی تو غالباً" میری عمر تیرہ سال کی تھی۔

حضرت نے فرمایا کہ کوئی بات پوچھا کرو تو میرے ذہن میں چونکہ طالب

علمی کا زمانہ تھا میں نے کہا کہ حضرت ایک جگہ لکھا ہوا دیکھا ہے کہ پشیمانی سخاوت کو کھا جاتی ہے! یہ کیا قصہ ہے؟ فوراً" حضرت نے فرمایا کہ بات سمجھ میں آنی چاہئے۔ یعنی سخاوت کرنے کے بعد پشیمان ہونا! مثلاً" میں نے ان کو ایک ہزار رینٹ (ساؤتھ افریقہ کا سکہ) دے دیئے۔ دینے کے بعد سوچتا ہوں کہ اگر آج میرے پاس ہوتے تو نو ہزار میرے پاس پہلے سے موجود ہیں اور یہ ہزار بھی ہوتے تو دس ہزار ہوتے۔ اب یہ اس پر افسوس کر رہا ہے' پشیمان ہو رہا ہے۔ تو فرمایا ایسی پشیمانی نفلی سخاوت کے ثواب کو ضائع کر دیتی ہے۔

پشیمانی' پریشانی کا جو اصل موقع ہے عزیزانِ من! وہ معصیت کا موقع ہے اور گناہ کا موقع ہے۔ اس موقع پر جس قدر بھی پریشان ہو' پشیمان ہو کم ہے' اور یہ جو شرائط توبہ کے بیان کئے گئے اور اس کے ارکان قائم کئے گئے ہیں تو اس میں بھی حکمت ہے۔ کہ واقعی ذات باری تعالیٰ ہماری مغفرت فرما کر ہمیں بخشنا چاہتے ہیں۔ جنت دینا چاہتے ہیں۔ اس لئے توبہ کو مضبوط رکھنا چاہئے۔ تو پہلی بات یہ ہے کہ جو غلطی کی ہے' جو گناہ کیا ہے چاہے کیسا بھی سہی' اس پر بہت پشیمان' نادم' شرمندہ اور پریشان ہونا چاہئے' کہ ہائے! میں کیا کر بیٹھا۔

کسی زمانے میں میرے حضرت' حضرت غوث پاک رحمتہ اللہ کے ملفوظات میں سے خاص خاص ملفوظ پر درس دیا کرتے تھے۔ غالباً" فیوض

یزدانی میں سے' یہ حضرت غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کی ایک ممتاز تصنیف ہے۔ اس میں سے ایک ملفوظ پر حضرت نے کافی دن تک درس دیا۔ کہ اپنے گناہوں کو چھوٹا مت سمجھو' اپنے گناہوں کو ادنیٰ اور معمولی مت سمجھنا بہت بڑا سمجھو!

حضرت غوث پاک کا ارشادِ گرامی

حضرت غوث پاک رحمتہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ میں تو ہر گناہ کو چاہے علماء اسے صغیرہ کہیں کبیرہ ہی سمجھتا ہوں' نا فرمانی تو نا فرمانی ہے' ارے چھپر میں اگر پٹرول چھڑک کر آگ لگا دو تو چھپر جل جائے گا۔ اور اگر آگ کی ادنیٰ چنگاری اس میں رکھ دو تو سلگتے سلگتے آگ اس سے بھی بھڑک جائے گی اور چھپر پھر بھی جل جائے گا۔ یہ کیا بات ہے کہ کبیرہ کبیرہ گناہ مت کرو اور چھوٹے موٹے ہوتے رہیں یہ تو کوئی بات نہیں۔

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا یاد رکھنا صغائر پر اصرار کرنا کبائر میں داخل ہے اور یہ عجیب بات بیان فرمائی کہ صغیرہ صغیرہ صغیرہ تو ان صغیروں کا مجموعہ ہے کبیرہ اس پر پریشان ہو جانا چاہئے' حضرت غوث پاک رحمتہ اللہ نے فرمایا کہ گناہوں کو کبھی معمولی' چھوٹا' ادنیٰ نہ سمجھو! نا فرمانی تو نا فرمانی ہے پھر بڑے کی نا فرمانی بہت بڑی نا فرمانی ہے۔ آگے

فرمایا گناہ کو چھوٹا سمجھنا گویا کہ خدا کو چھوٹا سمجھنا ہے۔ اس پر بہت عرصے تک ہمارے حضرت والا کا بیان مبارک ہوتا رہا۔

اور دوسری شرط یہ ہے اس فعل کو چھوڑ دو۔ چھوڑنے میں دیر مت کرو۔ ناجائز تعلقات ہیں چاہے جان پر بن جائے ہمارے حضرات نے فرمایا لیکن اسی وقت ترک تعلق اور ترک ملاقات ہمیشہ کے لئے کردو۔ اور آئندہ بچنے کا کتابوں میں تو لکھا ہے پختہ ارادہ کرنا چاہئے۔ لیکن میرے حضرت فرماتے ہیں کہ آئندہ بچنے کا مردانہ' پختہ ارادہ ان کے فضل پر نظر کرتے ہوئے کرے۔ یا اللہ! تیرا فضل شامل حال نہ ہوا تو میں کیسے بچ سکتا ہوں۔ گناہ سے آئندہ بچنے کا پختہ' مردانہ ارادہ اور فولادی ارادہ ان کے فضل پر نظر کرتے ہوئے کرے۔

چوتھی شرط چوتھا رکن مالیات کے بارے میں ہے کہ مالیات کے شعبے کو بھی صاف کرے۔ اس کی غلطیوں کو بھی دور کرے۔ جس کا کچھ دینا ہے اسے دے۔ یا اس سے مہلت لے۔ لیکن روپوش نہ ہوں۔ کہ جوہانسبرگ سے کسی کا مال لیا تو کیپ ٹاؤن جا کر بیٹھ گئے۔ پھر ڈھونڈتے پھرو۔ اور وہاں اگر مل بھی گئے تو غرا رہے ہیں کہ جاؤ! تمہاری طاقت ہے تو مجھ سے وصول کرلو۔ یاد رکھیئے! اس حرکت کے ساتھ کوئی آدمی صاحب نسبت اللہ کا ولی نہیں ہو سکتا۔

عزیزانِ من! توبہ کی ضرورت' توبہ کی اہمیت ہر وقت عام ہے۔ اور پھر

توبہ پر بشارتیں بھی ہیں حدیث شریف میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسا معاف کردیتے ہیں **اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ** گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہوجاتا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں تھا اس سے گنا ہوا ہی نہیں تھا جیسے کہ وہ ابھی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا' اور اللہ کا ولی ہوجاتا ہے۔ تو یہ ہے توبہ کی حقیقت کہ دوری ختم ہوئی اور نزدیکی حاصل ہوئی۔ تو مقاماتِ باطنہ جو چالیس کے قریب ہیں خلاصے کے طور پر چار بیان کئے جارہے ہیں اگر چار پر عمل ہوجائے تو امید ہے انشاء اللہ ثم انشاء اللہ چالیس کے فوائد اور چالیس کی تکمیل بھی آسان ہوجائے گی۔ چالیس کے قریب مقاماتِ باطنہ علمائے اخلاق اور مشائخ طریق نے بیان کئے ہیں ان کا خلاصہ یہ چار ہے اور چار میں سے یہ پہلی بات ہے کہ مقام توبہ کی تکمیل کی جائے۔

مقامِ تقویٰ

اور دوسرے نمبر پر ہے **الا ان التقوی ھھنا واشار الی قلبه** آپ نے فرمایا آگاہ ہوجاؤ' غور سے یہ بات سن لو' یقین رکھو' اس بات پر **اَلتَّقْوٰی هٰهُنَا** بھیَ تقویٰ کہاں ہوتا ہے تقویٰ یہاں ہوتا ہے اور آپ نے اپنے قلب کی طرف اشارہ کیا۔ واقعی اللہ کا خوف جو ہوتا ہے اس کا تعلق دل سے ہوتا ہے۔ یا اللہ جو مطلوب درجے کا تقویٰ ہے وہ ہمیں عطا فرما۔ اور خوف

مطلوب کیا ہے؟ تقویٰ مطلوب کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ ہم اللہ کی نافرمانی سے باز آجائیں۔ شرکیات و بدعات سے ہم بیزار ہو جائیں۔ نہ شرک جلی ہو اور نہ شرک خفی ہو اور نہ سنت کی مخالفت ہو۔ یہ ہے خوف مطلوب اور تقویٰ مطلوب۔

میرے حضرت فرمایا کرتے تھے کہ تقویت تقویٰ سے حاصل کرو' ارے تقویت تقویٰ سے وہ حاصل ہوتی ہے جو خمیرہ جات سے حاصل نہیں ہوتی۔ بے شک وہ بھی اپنی جگہ نعمت ہے۔ ہمارے حضرت کی بات میں اتنا بھرم ہوتا تھا کہ ہر بات اپنے معیار پر ہو۔ فرماتے ہیں بے شک وہ بھی اپنی جگہ نعمت ہے۔ توبہ توبہ کوئی ناجائز چیز نہیں اعلیٰ درجے کی نعمتیں ہیں ایک مرتبہ میں نے کسی کا سوال حضرت تک پہنچایا۔ کہ حضرت انہوں نے سوء حافظہ کی شکایت کی ہے کہ حافظہ اچھا نہیں ہے۔ اس کے لئے کوئی مشورہ دیجئے کہ کیا جائے۔ حضرت نے فرمایا کہ کچھ بھی کھا لو کچھ بھی پی لو۔ حافظہ درست ہوتا ہے تقویٰ سے 'گناہ کے چھوڑنے سے 'خدا کے خوف سے۔ جتنا حافظہ اور یادداشت انسان کی بہتر ہوتی ہے وہ تقویٰ کی برکت سے ہوتی ہے۔ اگر وہ طالب علم ہے تو پھر وہ کسی بھی نماز کے بعد چوبیس گھنٹے میں ایک بار اکتالیس دفعہ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا پڑھ لیا کرے۔ یہ ارشاد فرمایا آپ نے۔

تو عزیزانِ من! ایک تقویٰ الحمدللہ ہم سب کو حاصل ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ کفر سے بچے ہوئے ہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ بزرگوں کی برکت سے

ہمارے عقائد درست ہیں۔ شرکیات و بدعات سے بچے ہوئے ہیں۔ لیکن وہ تقویٰ جس پر کہ تاج ولایت عنایت کیا جاتا ہے۔ اس کے لئے ان اللہ کے مقبولوں کا دامن پکڑلو۔ اور ان کے ذریعے وہ تقویٰ بھی حاصل کرلو۔ وہ تقویٰ یہ ہے کہ مشتبہ چیزوں سے بچنا اور ناجائز امور سے بچنا۔

دورِ حاضر میں تقویٰ

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمتہ اللہ بہت آسان فرما گئے۔ اس زمانے میں متقی بننے کو حضرت نے فرمایا کہ فتویٰ شرعی پر عمل کرنا اس زمانے میں عین تقویٰ ہے۔ لوگ علماء سے پوچھتے ہیں کہ سنت کے مطابق شادی کیسے کی جائے۔ سنت کے مطابق فلاں کام کیسے کیا جائے؟ اور پھر کرنے میں آتی ہیں دشواریاں، بس آپ مفتیانِ کرام کو استفتاء بھیجئے کہ فلاں کام کرنا ہے اور وہ کام یہ ہے اب یہ جائز ہے یا ناجائز آسان سی بات یہ ہے۔ اگر وہ یہ کہہ دیں جائز ہے تو پہلے سے کرنے کا ارادہ رکھو اور کرلو، اگر وہ یہ کہہ دیں ناجائز ہے مت کرو، اس کے قریب مت جاؤ۔ ہم عام مسلمانوں کا تقویٰ یہی ہے کہ ہم فتویٰ شرعی پر عمل کرلیں اور اس میں آسانی ہے۔ لیکن ایک ہے شادی سنت کے مطابق، اور ایک ہے شادی شریعت کے مطابق، علماء جانتے ہیں اس فرق کو، ہمارے لئے بس یہی ہے کہ جو بات ہمارے مفتیانِ کرام

کہہ دیں کہ بھئی یہ جائز ہے اس کو ہم لے لیں اس پر ہم عمل کرلیں زیادہ تفصیل میں نہ جائیں۔

ایک صاحب روزگار کے سلسلے میں بہت پریشان تھے بار بار وہ حضرت سے یہی پوچھتے تھے۔ جب کبھی حضرت تشریف لایا کرتے تھے اور اس زمانے میں حضرت کا ہر سال پاکستان تشریف لانے کا معمول تھا۔ تو حضرت یہ جائز ہے یا ناجائز؟ یہ کام کروں یا نہ کروں؟ یہاں تک کہ فاقہ کی نوبت آگئی۔ اسی ادھیڑبن' چھان بین میں رہے پھر ایک دفعہ حضرت نے ان سے فرمایا کہ میاں جتنا چھانو گے اتنا کرکرا ہوگا' اب آئندہ اگر تم نے پوچھا تو اچھا نہیں ہوگا' اب پوچھنا کرنے کے بعد' اگر کرنے کے بعد پوچھو گے اور کوئی غلطی ہوگی تو وہ چھوڑوا دیں گے' بتا دیں گے کہ بھئی یہ غلطی ہے۔ ان کی یہ عادت پڑگئی ہر جگہ بات کا پوچھنا جو اظہار تقویٰ تھا حضرت نے فرمایا کہ اس اظہار تقویٰ کے سلسلے کو ختم کیجئے۔ اب تم کرکے پوچھنا۔ ماشاء اللہ انہوں نے ایک کام حضرت کے فرمانے سے کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو حضرت کی برکت سے ہمت بھی عطا فرمائی۔ اس کے بعد پھر انہوں نے پوچھا حضرت نے فرمایا کہ ماشاء اللہ بالکل جائز ہے بالکل درست ہے میں برکت کی دعا کرتا ہوں۔ اب بتائیے مسئلہ حل ہوا ہے کہ نہیں ہوا؟ اتنے سال پریشان رہے۔ اور یاد رکھئے کوئی آدمی پریشانی اختیار کرتا ہے تو تنہا پریشان کہا ہوتا ہے۔ بیوی بھی پریشان ہے' بچے بھی پریشان ہیں' توبہ! توبہ! تو بھئی توبہ کی

طرف سے تسلی کے بعد انسان تقویٰ میں کمی نہ چھوڑے اللہ کے مقبول آپ کو بتلائیں گے کس درجے کا تقویٰ آپ کو چاہئے۔ اور تقویٰ کا حکم مبارک قرآن مجید جابجا ہے! جابجا ہے! اِتَّقُوا اللّٰہ دیکھئے کتنی جگہ آیا ہے۔ لیکن صادقین کا درجہ جو ہے وہ متقین سے بڑھ کر ہے۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہ اے ایمان والو! تم تقویٰ اختیار کرو متقی بن جاؤ' کامل فی الدین ہو جاؤ' اور متقین کو پھر کیا حکم دیا وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ صادقین کا بہت بڑا درجہ ہے' حضرت فرمایا کرتے تھے صدق ایک ایسی چیز ہے جس میں اخلاص بھی موجود ہے تقویٰ بھی موجود ہے' تواضع بھی موجود ہے۔ اس لئے متقین کو حکم دیا کہ تم صادقین کی صحبت اختیار کرو صادقین کی معیت اختیار کرو' بالفاظ دیگر حضرت فرماتے تھے کہ متقی کامل فی الدین کو کہتے ہیں اور صادقین راسخ فی الدین کو کہتے ہیں دیکھئے تو کامل فی الدین کو حکم دیا جا رہا ہے کہ تم راسخ فی الدین کے قدموں میں بیٹھا کرو۔ ہمیں متقی بننے کے لئے خاصان خدا' اہل تقویٰ کی معیت جو اہل صدق ہیں ان کی رفاقت اختیار کرنی چاہئے۔

اہل اللہ کی رفاقت کلیدِ کامیابی ہے

یاد رکھئے! اس صحرا کے اندر' اس راستے کے اندر' طریق الی اللہ میں بغیر ان کی رفاقت کے کوئی کامیاب نہیں ہوا ہے۔ بہت لوگ بھٹکے ہیں۔ ان

کے واقعات سے کتابیں بھری پڑی ہیں۔ کتنے لوگوں کو اشکال اور دھوکہ لگا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ مقامِ توبہ کی تکمیل فرماتے ہیں تو اللہ کے مقبول اس سلسلے میں تسلی فرماتے ہیں۔ جب مقامِ تقویٰ نصیب فرماتے ہیں تو پھر انسان پوری پوری محنت تواضع کے ساتھ کرتا رہے۔ یہ چالیس کا خلاصہ چار باتوں میں پیش کیا جا رہا ہے۔ اور اس بات کی ضمانت دی گئی کہ جو چار باتوں پر عمل کرے گا انشاء اللہ مقاماتِ باطنہ اربعین اس کے طے ہو جائے گے۔ مقام توبہ کی تکمیل مقام تقویٰ اور اس کے بعد تواضع ہے عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا دیکھئے حضرت رحمٰن کے بندے کون ہیں؟ ان کی شان کیا ہے؟ جب وہ زمین پر چلتے ہیں تو کیسے چلتے ہیں؟ ہون کے ساتھ چلتے ہیں؟ پستی کے ساتھ چلتے ہیں، اپنے کو مٹا کر چلتے ہیں، انکساری کے ساتھ چلتے ہیں، تواضع کے ساتھ چلتے ہیں اور جو اللہ کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے اسے کہتے ہیں تواضع لِلّٰہ جو تواضع اللہ کے لئے اختیار کرتا ہے، کسر نفسی، بے نفسی اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو رفعت اور بلندی عطا فرماتے ہیں۔ وہ تواضع لِلنفس نہ ہو، وہ تواضع لِلناس نہ ہو، وہ تواضع لِلّٰہ ہو، اخلاص کے ساتھ ہو۔ صرف اللہ کے لئے اپنے کو مٹایا جائے، میرے حضرت فرمایا کرتے تھے کوئی پوچھے طریق میں کیا حاصل کیا اور کیا پایا؟ فرمایا: موٹی سی بات ہے۔ جس نے جتنا مٹایا اتنا پایا۔ حضرت فرماتے ہیں اجی پانا کیا ہے؟ مٹانا ہے، مٹانا کیا ہے؟ پانا ہے۔ اللہ کے لئے اپنے آپ کو

مٹا لو۔ اور جو آدمی اپنے آپ کو مٹا دیتا ہے یا اللہ وہ صحیح مٹانا ہمیں بھی نصیب فرما۔ پھر وہ پس پشت کسی کی باتیں نہیں کرتا۔ بڑی عجیب بات میرے حضرت نے فرمائی۔ بڑی بیش قیمت بات ہے۔ بہت عجیب و غریب بات ہے۔ دیکھنا نسبت کی حفاظت کے لئے' مقامِ ولایت کے تحفظ کے لئے مخلوق کی طرف نہ کشش ہو۔ اور نہ کشیدگی کا اظہار ہو۔ بڑی کام کی بات فرما گئے۔ ہم تو پتہ نہیں کیا اپنے آپ کو سمجھے ہوئے ہیں۔ اپنے آپ کو اپنے زعم کے اندر اپنے خیالات کے اندر' نا معلوم ہم کتنے کامل مکمل بنے ہوئے ہیں۔ میرے محبوب نے ارشاد فرمایا۔ مخلوق کی طرف کشش نہ ہو۔ بھئی کشش اور جاذبیت اللہ کی طرف ہو' مخلوق کی طرف نہ ہو۔ مخلوق کی طرف کشش نہ ہو چھوڑو دنیا کے قصوں کو' اور نہ کسی سے کشیدگی کا اظہار ہو۔

آشناء بیٹھا ہو یا نا آشناء

ہم کو مطلب اپنے سوز و ساز سے

حضرت خواجہ صاحب رحمتہ اللہ نے فرمایا۔

کس قصے میں پڑے ہو اگر تم ڈفلی بجانا جانتے ہو تو تم ڈفلی بجائے جاؤ۔ اگر یہ بانسری بجانا جانتے ہیں تو یہ بانسری بجائے جائیں۔ جس کو جو کام آتا ہے یاد رکھئے دین مبین کے لئے وہ کام کئے جائے۔ کس کس کی رعایت کرو گے! کس کس کا خیال کرو گے! اخلاص کی بہت کمی ہے' فرمایا نفاق عام ہو چکا ہے زمانے کو پہچاننے کی ضرورت ہے۔ عاقل وہ ہے جس میں موقع

شناسی ہو اور مردم شناسی ہو۔ جس کو جو آتا ہے وہ کئے جائے۔ اللہ کے لئے تواضع اختیار کیجئے' بے نفسی اختیار کیجئے۔

بے نفسی کی علامت

اور حضرت نے بے نفسی کی پہچان بیان فرمائی۔ کہ جب کوئی کام تمہاری مرضی کے خلاف ہو تو تمہیں ناگوار نہ لگے۔ نہ چیں بجبیں ہو حضرت نے فرمایا یہ نفاق ہے کہ منہ پر کچھ' اور پیچھے کچھ۔ منہ پر تو اتنی تعریف کرتے ہیں لوگ کہ عرش پر بیٹھا دیتے ہیں۔ آج عصر کی مجلس خاص میں بھی یہ بات ہوئی۔ اور بعد میں بدنام کرتے ہیں اور ایک دسترخوان پر کھانے والے ہیں۔ یعنی دسترخوان باطن' ایک مسلک سے تعلق رکھنے والے اور ایک مسلک کے شیدائی ہیں۔ ارے بھئی کیسی شیدائیت ہے! یہ کیسی فدائیت ہے! منہ پر کچھ اور پیچھے کچھ! اگر کسی کی اصلاح کے تم طالب ہو تنہائی میں ادب سے کہہ دو۔ کہ فلانی بات آپ کی شریعت کے خلاف ہے۔ اس کو آپ درست کرلیں۔ اور اگر کہنے کی صلاحیت نہیں رکھتے کیونکہ خود اس کے لئے بھی صلاحیت کی ضرورت ہے۔

ایک ہے نصیحت کرنا' اور ایک ہے عار دلانا' بعض آدمی نصیحت کرتے کرتے پھسل جاتے ہیں اور عار دلاتے ہیں' حدیث پاک میں آیا ہے جس

غلطی اور گناہ سے عار دلاؤ گے اس وقت تک نہیں مرو گے جب تک کہ وہ گناہ نہ کرلو۔ اگر تم نے توبہ نہ کی۔ بڑی عمر میں جا کر' کہیں اسی (۸۰) سال کی عمر میں میرے حضرت نے ایک روز فرمایا۔ کہ اللہ نے مجھے مقام نصیحت عطا فرمایا ہے' اب میں ناصح کی حیثیت سے کوئی بات کہہ سکتا ہوں۔ یاد رکھئے! ہم میں سے ہر ایک کو درجہ نصیحت کا حاصل نہیں ہے۔ حضرت کی لطیف باتیں ہوتی تھیں' بہت الطف طبعیت کے مالک تھے۔

دین نام ہے خیر خواہی کا

فرمایا اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃ دین نام ہے نصیحت کا۔ فرمایا اس کلمہ کو چاہئے دائیں طرف سے کہہ لو چاہئے بائیں طرف سے کہہ لو دین نام ہے نصیحت کا۔ اور نصیحت نام ہے دین کا۔ دو تین بار بڑے مزے لے کر فرمایا دین نام ہے خیر خواہی کا' خیر خواہی نام ہے دین کا۔ اگر کسی کے ساتھ خیر خواہی ہے تنہائی میں بھی بات کی جا سکتی ہے۔ یاد رکھئے! اگر نصیحت کا درجہ حاصل نہیں ہے تو ہم نصیحت کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے ایک کام تو کرسکتے ہیں کہ اس کی ہدایت کی دعا کریں۔

مقامِ تبلیغ

یاد رکھئے یہ امت امت سے مستغنی کبھی بھی نہیں ہوسکتی ہے اس امت کو داعی کی حیثیت سے بھیجا گیا ہے۔ اس امت کا ایک ایک فرد ایک ایک عالم غیر عالم سب داعی ہیں۔ افسوس یہ ہے کہ اس دور میں صاحبانِ طریق اس چوتھی بات کو مقاماتِ باطنہ میں شمار نہیں کرتے ہیں۔ رونا اس بات کا ہے جب کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں۔ **وامروا با لمعروف ونہوا عن المنکر** اسے کہتے ہیں تبلیغ' اور یہ تبلیغ بھی' مقاماتِ باطنہ میں سے ہے۔ میں تو کہتا ہوں کہ آپ نے عجیب خلاصہ پیش فرمایا' یہ تو چار "ت" ہوگئیں اتائے اربعہ' ایک توبہ کی "ت" ایک تقویٰ کی "ت"' ایک تواضع کی "ت"' ایک تبلیغ کی "ت"' اتائے اربعہ' چار "ت" کے اندر تمام اربعین کا خلاصہ ہے۔ اللہ اکبر! کیا فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ کے بارے میں **وامروا با لمعروف** حکم دیا آپ نے اس بات کا' کہ تم امر بالمعروف کرو نیکی پھیلاؤ' **و نہوا عن المنکر** اور برائی سے روک دو۔ پوری امت اس کی **مکلف** ہے۔ یاد رکھئے۔ ہاں البتہ کچھ طریقے کا فرق ہے' علماء کا انداز اور ہونا چاہئے اور عوام مسلمین کا انداز اور ہونا چاہئے! دیکھئے خطبات حج کے اندر آخری خطبہ ہے میدان منیٰ میں بات تو اس میں طویل ہے' لیکن **بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَة** سامنے رکھ لیجئے۔ لہٰذا تبلیغ سے مفر نہیں' تبلیغ کا کوئی انکار نہیں کرسکتا' اس لئے فرمایا کہ علماء

کے لئے تبلیغ کی صورت وعظ کی ہے اور عوام کے لئے تبلیغ کی صورت چھوٹی چھوٹی باتوں کو اپنے عمل میں لانا اور اپنے ماتحت لوگوں کے عمل میں لانا۔ اور جو زیرِ اثر قریبی احباب ہیں ان تک پہنچانا۔

تبلیغ کے چار درجات

اور ہمارے حضرت نے اس کی چار قسمیں بیان فرمائیں۔ تبلیغ کی ایک قسم فرض عین ہے' دوسری واجب ہے' تیسری سنت ہے' اور چوتھی مذموم ہے' تبلیغ کی پہلی قسم جو فرض عین ہے۔ وہ یہ ہے کہ اللہ کے سچے دین کو' پیارے دین کو پورے طور پر اپنے وجود میں جاری کرو۔ یہ تبلیغ فرض عین ہے۔ ماتحت لوگوں میں اللہ کے دین کو گھر کی چار دیواری میں بیوی بچوں میں لانا یہ تبلیغ واجب ہے۔ عام امت کو دعوت دینا جو کہ انداز ہمارا ہے' ہم اپنے انداز سے اپنے طرز سے دعوت دیں' علماء اپنے طرز سے دعوت دیں یہ سنت ہے۔ اور جہاں ناقدری ہو دین کی بات کو پس پشت ڈالا جائے ٹھکرایا جائے' عیب نکالا جائے وہاں پر منع ہے کہ تبلیغ کی جائے۔

اور مبلغ کے لئے ضروری ہے وہ اپنے اندر اخلاص کو قائم کرے۔ بقدر ضرورت علم دین حاصل کرے۔ اور جہاں کہیں جائے بحیثیت مبلغ کے تو نذرانے نہ لے' لوگوں کی جیب میں نظر نہ رکھے۔ اپنے پاس سے خرچ

کرے۔ یاد رکھئے! یہ مقام تبلیغ اس امت کے لئے ضروری ہے۔ کیونکہ یہ امت امت دعوت ہے اس کا ایک ایک فرد داعی ہونا چاہئے۔ یہ بات اپنی جگہ ہے کہ مولانا کا انداز کچھ اور ہوگا۔ میرا انداز کچھ اور ہوگا۔ انداز کا فرق تو ہو سکتا ہے۔ لیکن نفس تبلیغ پر امت کا اجماع کا ہے۔

افراط و تفریط اور صراط مستقیم

توبہ! توبہ! بعض لوگ بڑھتے ہیں تو اتنا بڑھتے ہیں اتنا بڑھتے ہیں کہ لوگوں کو خلاف تبلیغ کہنے لگتے ہیں۔ اور بعض لوگ ہٹتے ہیں تو نام تک نہیں لیتے کہتے ہیں جی کہ ان کی لائن دوسری ہے ہماری لائن دوسری ہے۔ **اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن** جیسے حضرت تھانوی نے فرمایا خدا ناس کرے جہلاء صوفیا کا جنہوں نے یہ کہا کہ شریعت اور ہے طریقت اور ہے حالانکہ یہ بات غلط ہے شریعت پر جو عمل کیا جاتا ہے وہ طریقت ہے' شریعت علم است و طریقت عمل است' یہ لازم و ملزوم ہیں اگر ایک جسم ہے تو ایک روح ہے دونوں چیزیں لازم و ملزوم ہیں جدا نہیں' الگ نہیں بلکہ ایک ہی ہیں اگر ایک نور علم ہے تو ایک اس پر عمل صالح ہے۔ تم کیا سمجھتے ہو' پوری امت عالم ہے۔ فرق صرف درجات کا ہے تم نے علم کی تکمیل نہیں کی بلکہ نصاب کی تکمیل کی ہے۔ زمانہ طالب علمی تمہارا اب شروع ہوا ہے ناز نہ کرنا۔ اندازہ

فرمایئے کتنا حسن ظن کا غلبہ کہ علماء سے کہہ دیا کہ پوری امت عالم ہے البتہ درجات کا فرق ہے۔ تو عزیزانِ من! ہمارے ہاں مقاماتِ باطنہ میں لازمی مقام ہے مقام تبلیغ' جیسے جہلا صوفیاء کا یہ کہنا غلط ہے کہ شریعت اور ہے طریقت اور ہے بالکل جھوٹ ہے اسی طریقے سے یہ کہنا تبلیغ اور ہے اور سلسلہ اور ہے۔ بالکل جھوٹ اور غلط ہے بلکہ ایک ہی بات ہے۔

ہم سب ایک ہیں

دیکھئے مولانا محمد الیاس صاحب بانی کاندھلوی جماعت تبلیغ کے کتنے بڑے شخص ہوئے ہیں ان کا اخلاص دیکھئے اور حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کا باہمی تعاون دیکھئے مفتی عبدالکریم صاحب گمتھلوی' مولانا حبیب احمد کیرانوی اور دیگر علماء کرام کا مسلسل حضرت جی کے ساتھ میوات کے سفروں میں جانا اور حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کا مسلسل وہاں کے اخراجات کے لئے مال فراہم کرنا اور بار بار یہ کہنا کہ حضرت جتنی ضرورت ہو اور لے لیجئے اور منگواتے رہئے لیکن کام کیجئے۔ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر نہ بیٹھئے۔ آخر کون ہیں یہ حضرات؟ ان کا سلسلہ کیا ہے؟ ایک ہی فیملی کے ممبر ہیں یہ سب کے سب۔ ایک ہی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ سید الطائفہ شیخ العرب والعجم اعلیٰ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی

رحمتہ اللہ علیہ ان سب کے دادا پیر ہیں۔ تفریق کیوں پیدا کی جاتی ہے۔ یہ بات بالکل غلط ہے تفریق پیدا کرنا علامت نفاق کی ہے۔ ہم سب ایک ہیں بھئی جماعت و جمعیت ہماری ہے ہمارے بزرگوں کی ہے' ہماری اپنی چیزیں ہیں۔ کام کی مورچہ بندی ہوتی ہے۔ ایک شہر کی پولیس ہوتی ہے ایک دشمن کے مقابلے کے لئے انٹرنیشنل بارڈر کی فوج ہوتی ہے۔ اسی طریقے سے ایک سمندر کی فوج ہوتی ہے' ایک فضائی فوج ہوتی ہے' ایک خشکی کی فوج ہوتی ہے اپنے اپنے مورچے ہیں لیکن ہیں سب ایک' اس بات کو اپنے ذہن میں رکھئے تفریق پیدا نہ ہونے دیجئے اور جہاں تفریق پیدا ہو اور جس حلقے میں ہو اس تفریق کا علاج تردید ہے۔ تردید کیجئے۔ جیسے ہمارے بزرگوں نے اس کی تردید کی کہ شریعت و طریقت جدا نہیں ایک ہی قصہ ہے اسی طریقے سے سلسلہ تبلیغ جدا نہیں ایک ہی سلسلہ ہے۔ ایک مسجد کے اندر' خانقاہ کے اندر کام کرنے والے ہیں ایک وہ لوگ ہیں جو مسجد کے اندر نہیں آتے حضرت نے فرمایا ان کا کام یہ ہے کہ مسجد میں لانے والے ہیں اللہ کے گھر میں پہنچانے والے ہیں جب گھر میں پہنچا دیا تو گھر میں کچھ لوگ ایسے خاصان خدا موجود ہیں جو اللہ تک پہنچانے والے ہیں۔ یاد رکھئے! کیسی عجیب بات ہے ایک ہے بیت اللہ تک پہنچانا اور ایک ہے اللہ تک پہنچانا۔ تو ہمارے بزرگوں کی یہ دو جماعتیں ہیں۔ کام میں اتحاد ہے لیکن انداز کا معمولی سا فرق ہے اور وہ بھی مشورے سے' باہر والے کی ڈیوٹی لگائی گئی ہے کہ تم

اندر جاؤ اور اندر والے خدا تک پہنچا رہے ہیں۔ ایک بیت تک لاتے ہیں اور ایک بیت والے تک پہنچا دیتے ہیں اس میں کوئی تفریق نہیں ہے اگر کوئی تفریق کرے اس کی تردید کرو' کہ تم جھوٹ بولتے ہو' بالکل غلط ہے' تم امت کے اندر نفاق پیدا کرتے ہو' پوری امت داعی ہے' رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ایک امتی داعی ہے اور ہر شخص پر ذمہ داری ہے کہ وہ تبلیغ فرض عین کو بھی نبھائے' واجب کو بھی نبھائے' سنت کو بھی نبھائے' اور ممنوع سے بچے' تو اتنی سی بات ہے تو چالیس بمقاماتِ باطنہ کا' مقاماتِ اربعین کا خلاصہ چار باتوں میں توفیق الٰہی' اپنے حضرت کی برکت سے پیش کیا گیا توبہ' تقویٰ' تواضع اور تبلیغ! اور یہ خلاصہ ہے اربعین کا۔ انشاء اللہ ثم انشاء اللہ بخلوص و صدق جو ان چار باتوں پر عمل کرے گا انشاء اللہ وہ چالیس میں کامیاب ہو جائے گا چالیس کے برکات اس کو حاصل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان مقامات اربعہ کی تکمیل کسی اللہ کے مقبول کا دامن تھام کر کرانے کی توفیق عطا فرمائے۔ یا اللہ اپنے راستے کی سمجھ بھی عطا فرما۔ دین کی سمجھ عطا فرما۔ صحت سلیم ایسا قرب ہمیں عطا فرما کہ بس ہم بات کو فوراً عمل میں لے آئیں اور عقل مستقیم عطا فرما۔ عقل کے پندار سے ہمیں تو بچا لے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مراقبہ یعنی فکرِ قلبی

افادات

شفیق الامت حضرت مولانا شاہ محمد فاروق صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ خاص

مسیح الامت حضرت مولانا شاہ محمد مسیح اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

مکتبۃ النور، پوسٹ بکس ۱۳۰۱۲

کراچی ۷۵۳۵۰ پاکستان

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا کندھا پکڑ کر ارشاد فرمایا کہ دنیا میں اس طرح رہ گویا تو مسافر ہے بلکہ گویا راہ میں گزر رہا ہے اور اپنے کو اہل قبور میں سے شمار کر

(بخاری و ترمذی)

(ف) حق تعالیٰ کی ذات و صفات یا کسی مضمون کا دل سے اکثر احوال میں یا ایک محدود وقت تک اس غرض سے کہ اس کے غلبہ سے اس کے مقتضاء پر عمل ہونے لگے تصور رکھنا مراقبہ کہلاتا ہے۔ جو اعمال قلب میں سے ہے اس حدیث میں اس کا امر ہے کیونکہ اہل قبور میں سے اپنے کو شمار کرنا عمل قلب کا ہے اور اثر جو اس پر مرتب ہے وہ تقلیل تعلقات دنیویہ اور مثل میت کے شہوت و غضب و اخلاق ذمیمہ کا مضمحل اور انقیاد و تفویض کا غالب ہو جاتا ہے۔

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ○
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

مراقبہ یعنی فکر قلبی

توفیق الٰہی اپنے مرشد پاک کی برکت سے آج کی ملاقات میں مراقبات کے بارے میں مختصر سی باتیں پیش کرنی ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ مراقبات کا ثبوت قرآن و حدیث سے ہے اور بہت سے مقامات پر قرآن مجید میں اور احادیث میں مراقبات کی تعلیم پائی جاتی ہے۔

فکر قلبی

مراقبہ! لفظی معنی کے اعتبار سے یہ ہے کہ گردن جھکا کر سوچنا جبکہ گردن جھکانا شرط نہیں گہری سوچ کا نام مراقبہ ہے اور مراقبہ کی حیثیت کیا ہے فکر قلبی میرے حضرت فرمایا کرتے تھے ذکر قلبی نام ہے فکر قلبی کا یعنی دل میں یہ بات پیدا ہو جائے کہ مجھے جو کام بھی کرنا ہے مرضی محبوب کے مطابق کرنا ہے اپنے محبوب کی مرضی کے مطابق زندگی بسر کرنی ہے مرضی

محبوب کے خلاف کوئی کام کسی بھی قسم کا نہیں کرتا۔

اذکار، مراقبات اور اشغال کی حدود

مراقبات نافع بہت زیادہ ہیں اشغال جو کہ شغل کی جمع ہیں اس میں تو یہ شرط ہے کہ شیخ اپنی موجودگی میں اپنی نگرانی میں اپنے پاس رکھ کر شغل کرائے اور اشغال کا ثبوت بھی نصوص سے ہے اور اذکار مختلف مقدار میں مختلف طالبین کو تجویز کردیئے جاتے ہیں اس کی ایسی مثال ہے کہ بچے کی خوراک الگ ہے بڑے کی خوراک الگ ہے بیمار کی خوراک الگ ہے صحت مند کی خوراک الگ ہے تو زمانہ طالب علمی میں اذکار بزمانہ اسباق نہیں کرائے جاتے ایام رخصت میں اپنے استاد باطن کے مشورہ سے اذکار میں لگنا چاہیے تعطیلات کو خراب نہیں کرنا چاہیے تعطیلات میں معطل نہیں ہونا چاہیے بلکہ اپنے آپ کو اور اپنے اوقات کو کارآمد بنانا چاہیے اور اذکار بغیر اجازت کے بھی کئے جاسکتے ہیں اجازت میں دو فائدے ہیں ایک برکت زیادہ ہوگی اور دوسرے خوراک کی وہ مقدار معلوم ہوجائے گی جو اس وقت ہم جذب کرسکیں اور اشغال مشروط ہیں وہ شیخ اپنی نگرانی میں کراتا ہے جیسا کہ عرض کیا گیا اور رہے مراقبات یہ ہر حالت میں ہر شخص کیلئے چاہے زمانہ طالب علمی ہو چاہے زمانہ اسباق سب کیلئے یکساں مفید ہیں

اور سب کیلئے اس کی ضرورت ہے لیکن ہر ایک کیلئے مراقبات میں سے مراقبہ الگ الگ ہے مصروف اور صحت مند آدمی کیلئے مراقبہ جدا ہوگا اور مشغول اور کمزور آدمی کیلئے مراقبہ جدا ہوگا نوجوان کیلئے جدا ہوگا بوڑھے کیلئے جدا ہوگا بیمار کیلئے جدا ہوگا تندرست کیلئے جدا ہوگا جس میں اعتدال سے ہٹ کر شہوت کا مادہ ہے اس کیلئے مراقبہ جدا ہوگا اور جس کی طبیعت میں سلامتی ہے اس کیلئے مراقبہ جدا ہوگا اور یہ مختلف مراقبات قرآن مجید اور احادیث سے ثابت ہیں تو معلوم ہوا کہ یہ مراقبات نام ہے فکر قلبی کا جو بے حد ضروری ہیں۔

امثال مراقبات

مراقبہ "عذاب الٰہی"

انسان گناہوں سے کب بچتا ہے جب خدا کا خوف ہو اور خدا کا خوف کیسے پیدا ہوتا ہے؟ عذاب الٰہی کے مراقبہ سے یعنی یہ سوچے کہ اللہ تعالیٰ جبار ہیں قہار ہیں منتقم ہیں ذوالانتقام ہیں عزیز ہیں جلال ہیں شدید ہیں ان کی گرفت گرفت بہت سخت ہے ان کی بارگاہ میں انبیاء کے پتے بھی پانی ہیں مارے خوف کے اب لرزہ سا پیدا ہوگا طبیعت کے اندر اور کچھ لرزہ ایسا ہوگا کہ وہ ڈرے گا اور

یہاں کس سے ڈرے گا ان باتوں کے مراقبہ سے ؟ ذات باری تعالیٰ سے ڈرے گا جب ذات باری تعالیٰ سے ڈرے گا تو مطلوب درجے کا خوف اس لرزہ کے ساتھ ڈرنے کے ساتھ پیدا ہوگیا جب پیدا ہوگیا تو گناہ اس سے چھوٹ گئے معاصی اس سے چھوٹ گئے اور یہ گناہوں کو ترک کرنے لگا پے درپے گناہوں کو ترک کرنے لگا تو معلوم ہوا ایسے آدمی کیلئے ایسے مراقبہ کی ضرورت ہے جس کی شہوت حد اعتدال سے ہٹی ہوئی ہے اور افراط کے درجے میں ہے جب افراط کے اندر کسی کی شہوت ہوتی ہے تو وہ معاصی کے اندر غرق ہوجاتا ہے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا رہتا ہے نادم و شرمندہ نہیں ہوتا ایسے شخص کیلئے ضروری ہے کہ وہ مراقبہ کرے اللہ تعالیٰ کے عذاب کا اللہ تعالیٰ کی پکڑ کا گرفت کا جباریت کا قہاریت کا ذوالانتقامیت کا مراقبہ کرے۔ اس سے انشاء اللہ اس کی شہوت اعتدال میں آجائے گی اور اس درجے کا خوف اس کو حاصل ہوجائے گا جسے خوف مطلوب کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے باز آجائے۔ اس کیلئے دو چیزیں ہیں ایک تو یہ کہ رات کو سوتے وقت اگر زیادہ ہی مشغول ہے تو کم از کم پانچ منٹ نکال لے اور تفصیلاً سوچے کہ اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں سب کچھ ہے عذاب بھی انہوں نے ہی پیدا کیا ہے اور دوزخ و جہنم بھی انہوں نے ہی بنائی ہے ارے بھئی کس کے لئے بنائی ہے گناہ گاروں کے لئے بنائی ہے اگر میں گناہوں میں مبتلا رہا تو ظاہر ہے کہ میرا ٹھکانا جہنم ہوگا اور پھر اس کی جباریت کو قہاریت

کو قہر فرمانے کو انتقام لینے کو سوچے اور انتقام پر وہ قادر ہیں اور انتقام لیتے ہیں منتقم ان کا نام ہے عزیز ہیں دبدبے والے ہیں رشید ہیں شدید ہیں جلال والے ہیں اس طریقے سے سوچے پانچ منٹ اس پر صرف کرے پھر استغفار اور لاحول کی ایک ایک تسبیح یا اکیس اکیس مرتبہ پڑھ کر کلمہ پڑھ کر ایمان کی تجدید کر کے سوجائے رات کو یہ پانچ منٹ نکالے پھر دیکھے اس کا کرشمہ اب رہیں پانچوں نمازیں تو دوسرا کام یہ کرے کہ رات کو جو تفصیلا" مراقبہ کیا تھا عذاب الہی کا ان کی جباریت قہاریت انتقامیت کا شدیدیت کا رشیدیت کا جلالیت کا تو اب ہر نماز کے بعد ایک ایک منٹ اس رات والے مراقبہ کی تجدید کرتا جائے صرف ایک منٹ گھڑی میں دیکھ لے زیادہ نہیں کہ رات کو میں نے کیا سوچا تھا اور ان کے سامنے میں نے رات کو توبہ کی ہے انشاء اللہ ثم انشاء اللہ اگر چالیس یوم اس نے اس پر محنت کرلی تو انقلاب آجائے گا اور حقیقی تبدیلی واقع ہوجائے گی جس کا جی چاہے آزما کر دیکھ لے آزمائش شرط ہے۔

مراقبہ "موت"

اسی طریقے سے جس کی زندگی بے راہ روی میں گزر رہی ہے اور مرنے کا نہ خیال ہے نہ دھیان ہے اور طبیعت بے باکی سرکشی کی طرف

مائل ہو رہی ہے ایسے شخص کیلئے ہے مراقبہ موت؛ بہتر یہ ہے کہ اپنی موت کو دس منٹ روزانہ رات کو سوچے اور بالکل ایسے تصور کے ساتھ کہ میں لیٹا ہوا ہوں بیوی بچے اہل خانہ میری اس نازک حالت پر سکرات موت پر رو رہے ہیں اور بے بس ہیں اور مجھے موت کے پنجے سے نہیں چھڑا سکتے اور انگوٹھے کی جانب سے قبض روح کا سلسلہ انخلاء روح کا سلسلہ جسد ترابی سے شروع ہو گیا انگوٹھے سے ٹخنے تک بات آگئی ٹخنے سے گھٹنے تک بات آگئی گھٹنے سے رانو تک آگئی رانو سے کولہے تک بات آگئی اب ٹانگ میری کھڑی کرتے ہیں لیکن گر جاتی ہے کھڑی نہیں ہوتی تلوے کے اندر کوئی نہ کوئی چیز چلا کر دیکھتے ہیں کہ گدگداہٹ ہو لیکن اب گدگدی بھی ختم ہو گئی اور بات اب ناف تک آگئی اب معدے تک آگئی اب اوپر تک آگئی فرشتہ آگیا آنکھیں میری پتھرا گئیں کنپٹی بیٹھ گئی رنگ زرد ہو گیا اور ناک کا بانسہ ٹیڑھا ہو گیا یٰسین پڑھی جا رہی ہے کلمہ کی تلقین کی جا رہی ہے بے بسی کا عالم ہے حیات دنیوی کے اندر ایک لمحہ کا بھی اضافہ نہیں ہو سکتا ایسی کسمپرسی کا عالم ہے اور میری اس حالت کو دیکھ کر سب زار و قطار رو رہے ہیں اور میں بھی بے بس ہوں یہاں تک کہ میری روح پرواز کر گئی اور تجہیز و تکفین کے بعد قبر میں نکیرین آگئے نکیرین کیا آگئے زلزلہ آگیا توبہ! توبہ! توبہ بڑا خطرناک منظر ہوتا ہے اور میں ان کے سوالوں کے جواب میں ناکام ہوا اور میرے نیچے آگ کا بستر بچھا دیا گیا اور جہنم کی کھڑکی کھول دی گئی توبہ توبہ توبہ سانپ بچھو

اژدھے بڑے بڑے ڈسنے کیلئے میرے اوپر مسلط کر دیئے گئے صور پھونک دیا گیا میدان قیامت قائم ہوگیا اور جلتے ہوئے توے سے زیادہ مثل تانبے کے زمین انتہائی گرم ہے اور تمازت آفتاب کی سر کو گھولائے دیتی ہے نیچے سے پسینے کا عذاب ہے اوپر سے زبان لٹکنے کا عذاب ہے حدیث میں آتا ہے دو عذاب ہوں گے میدان قیامت کے اندر نیچے سے پسینے کا عذاب ہوگا کسی کا پسینہ ٹخنے تک اگر ہوگا تو اسے معلوم ہوگا کہ میں جہنم کے کھولتے ہوئے پانی کے اندر کھڑا ہوا ہوں اور کسی پل اس کو چین نہیں ہوگا کسی کا پسینہ پنڈلی تک ہوگا، گھٹنے تک ہوگا، زانو تک ہوگا کولہے تک ہوگا کسی کا یہاں تک ہوگا (سینے تک) اور کسی کا یہاں تک ہوگا (اس کے اوپر تک) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب یہ بات بیان فرماتے تھے تو اتنے متفکر ہو جاتے تھے کہ آپ کا فکر آخرت صحابہ کے اوپر بھی ظاہر ہو جاتا تھا اتنے پریشان ہو جاتے تھے اور دوسرا زبان کا عذاب یہ ہوگا کہ زبان لٹکنا شروع ہو جائے گی لٹکتے لٹکتے کسی کی سینے تک آئے گی کسی کی ناف تک آئے گی کسی کے زانو تک آئے گی کسی کی گھٹنے تک آئے گی کسی کی ٹخنے تک آئے گی کسی کی پیروں تک آئے گی کسی کی پیروں سے بھی بڑھ جائے گی اور پیروں میں روندنا شروع ہو جائے گی سنبھالنا مشکل ہو جائے گا اتنا تنگ اور پریشان ہو جائے گا الٰہی توبہ الٰہی توبہ اور اگر یہ دنیا میں متکبر تھا تو حدیث پاک میں آتا ہے کہ متکبر کے اجسام کو مثل چونٹیوں کے بنا دیا جائے گا اور وہ اہل محشر کے

قدموں میں روندنا شروع ہوجائیں گے اور بے انتہا ذلت و خواری ہوگی متکبرین کو جنہوں نے دنیا کے اندر تکبر برتا ہوگا۔ ایک طرف پسینے کا عذاب ایک طرف زبان کے لٹکنے کا عذاب اور دوسرے تکبر کی بنا پر مثل چونٹیوں کے ان کا جسم کردیا جائے گا اور وہ اہل محشر کے قدموں میں رندتے پھریں گے۔ ہائے اللہ میرا کیا بنے گا ہائے اللہ کس منہ کے ساتھ میں آپ کے سامنے حاضر ہوں گا بس ایمان کی تجدید کرکے استغفار کرکے سوجائے یہ مراقبہ موت ہے وہ دنیا کی زندگی جو سرکشی اور بے باکی کی طرف جارہی تھی انشاء اللہ اس کو لگام لگ جائے گی طبیعت اعتدال میں آجائے گی۔

مراقبہ" الرحمٰن الرحیم "

اگر کوئی ضعیف ہے سفید ریش ہے اعضاء جواب دے چکے تو ایسا شخص کیا کرے' اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کا' اللہ تعالیٰ کی رحیمیت کا اللہ تعالیٰ کی غفوریت کا مراقبہ کرے ضعیف آدمی بوڑھا آدمی اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کا مراقبہ کرے میرا اللہ بے حد مہربان ہے بڑا کرم کرنے والا ہے بڑا رحم کرنے والا ہے بخشنے والا ہے جی' اپنے بندوں کو وہ نہیں بخشیں گے تو کون بخشے گا۔ اس سے انشاء اللہ بوڑھے آدمی کے اعضاء کے اندر ایک توانائی آئے گی اعمال کی طرف سے غافل نہیں ہوگا اعمال کی ہمت اس کی برقرار رہے گی تو بوڑھا آدمی اللہ تعالیٰ کی رحمانیت' رحیمیت کریمیت' غفوریت کا

مراقبہ کرے۔

مراقبہ"ستارالعیوب"

اور گناہ گار آدمی جس نے اللہ کی نافرمانی کی، معاصی کئے اور لوگوں کو پتہ نہیں چلا وہ اللہ تعالیٰ کی ستاریت کو مزید سوچا کرے کہ میرے اوپر اللہ تعالیٰ کے بے شمار احسانات ہیں سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ آج میرے معاصی کا میرے گناہوں کا پتہ نہ میرے ماں باپ کو ہے نہ میرے بیوی بچوں کو ہے انشاء اللہ ثم انشاء اللہ جس مولا نے یہاں ستاریت فرمائی ہے پردہ پوشی فرمائی ہے میدان محشر میں بھی اپنی ستاریت میں مجھے لپیٹ لے گا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنے لاڈلے حبیب کے سامنے مجھے ذلیل و خوار نہیں ہونے دے گا۔ ایسے آدمی کو اللہ کی ستاریت کا مراقبہ کرنا چاہیے۔

مراقبہ"رزاق حقیقی"

اور اگر روزی کے مسائل ہیں معاشی مسائل ہیں گھبرانے کی بات نہیں ہے ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ کی رزاقیت کا مراقبہ کرنا چاہیے جس نے

پیدا کیا ہے آب و دانے کے ساتھ پیدا کیا ہے اگر اس کو زندہ رکھنا منظور ہے آب و دانے کے ساتھ زندہ رکھیں گے جب کسی شخص کی ہوا نہیں رہتی، پانی نہیں رہتا، کھانے کا رزق نہیں رہتا، روزی نہیں رہتی تو اللہ تعالیٰ اس کو دنیا سے اٹھالیتے ہیں مجھے جب زندہ رکھا ہے تو یقیناً "میرا رب رزاق ہے مجھے رزق عطا فرمائے گا" گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے، معاشی حالات سے دوچار ہے، مشکلات ہیں، اس کے اندر تو اس کو اللہ کی رزاقیت کا مراقبہ کرنا چاہیے۔ اس کی برکت سے انشاء اللہ ان کی ذات عالی پر بھروسہ اور اعتماد پیدا ہوگا۔

مراقبہ "شافی مطلق"

اگر بیمار ہے لاعلاج امراض کے اندر گھرا ہوا ہے اللہ تعالیٰ کے شافی ہونے کا مراقبہ کرے۔ میرا اللہ شافی مطلق ہے شافی حقیقی ہے سیدنا ایوب علیہ الصلواۃ و السلام کو بغیر دوا کے شفا دی اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ عاجز اور محتاج ہو کے حضرت ایوب پکار اٹھے یا اللہ یہ کیا چیز میرے پیچھے پڑ گئی ہے آپ رحم فرما دیجئے سب سے زیادہ آپ رحم فرمانے والے ہیں اپنی محتاجی اور عاجزی بارگاہ عزت و جلال میں پیش کی بغیر دوا کے اللہ نے شفا دے دی ورنہ بعض مفسرین کے نزدیک وہ ایسے بیمار ہوئے تھے

کہ ان کے گھاؤ اور زخموں کے اندر ڈیڑھ ڈیڑھ گز لمبے کیڑے تھے اور قرآن مجید میں آتا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو کیڑوں کی محبت عطا فرمادی تھی اگر کوئی کیڑا باہر نکل جاتا تھا تو اٹھاکر اپنے زخم میں رکھ لیا کرتے تھے۔ عزیزان من کبھی بیمار جسم کو گھبرانا نہیں چاہیے اگر اطباء' معالجین اس کے علاج سے عاجز آگئے ہیں وہ اللہ کے شافی ہونے کا مراقبہ کیا کرے رات کو دس منٹ روزانہ اور گیارہ دفعہ یہ کہا کرے الحمد اللہ میری صحت اچھی ہے الحمد اللہ میری صحت اچھی ہے' الحمد اللہ میری صحت اچھی ہے انشاء اللہ بغیر دوا کے اس کی توانائی بڑھ جائے گی ہمت بڑھ جائے گی پست ہمتی اس کی دور ہوجائے گی اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہیں کہ بغیر دوا کے شفاء دیدیں۔ شفاء کا انحصار ادویات کے اندر نہیں ہے اس بات کو یاد رکھئے معالجین کے پاس شفاء نہیں ہے ادویات میں شفاء نہیں ہے یہ تو حکم کی تعمیل ہے یہ تو حکم کی تعمیل ہے شفاء کبھی ادویات سے نہیں ہوا کرتی کبھی اطباء سے نہیں ہوا کرتی شفاء براہ راست نازل ہوتی ہے اوپر سے یہ یاد رکھئے شفاء براہ راست نازل ہوتی ہے کتابوں میں آتا ہے جب طبیب نسخہ لکھتا ہے تو وہ نسخہ بارگاہ خداوندی میں پیش ہوتا ہے اور وہ دوائیں عرض کرتی ہیں بارالہ اے ہمارے مولا جیسا آپ کا حکم ہوگا ہم آپ کے حکم کی تعمیل کریں گی اور اس کے مطابق ہمارا اثر ہوگا جیسا آپ فرمائیں گے ویسا ہمارے اندر اثر پیدا ہوگا یاد رکھئے دوا موثر نہیں ہے موثر حقیقی اللہ کی ذات ہے اس میں کوئی

تاثیر نہیں، آگ میں جلانے کی تاثیر نہیں وہ تو انکے حکم سے جلاتی ہے **قُلْنَا یٰا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰی اِبْرَاہِیْمَ** کیا کہا انہوں نے اے آگ تو ہمارے ابراہیم کیلئے سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہوجا ارے بھئی اتنی ٹھنڈی ہوجائے کہ جم جائے قلفی ہوجائے وہ بھی تو اذیت کی بات ہے سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہوجا اتنی ٹھنڈی ہوجا کہ ہمارے ابراہیم کیلئے تو خوشگوار ہوجا اللہ تعالیٰ نے نار نمرود کو حضرت ابراہیم کیلئے گلزار بنا دیا۔ گلزام ابراہیم کے نام سے پرانے زمانے کی ایک کتاب ہمارے بچپن میں ملا کرتی تھی اور حضرت والا تھانوی نور اللہ مرقدہ کا وعظ بھی ہے ملت ابراہیم تو عزیزان من گھبرانے کی ضرورت نہیں اللہ تعالیٰ کے شافی ہونے کا مراقبہ آپ کیجئے۔

مراقبہ ”حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ“

اگر آپ کا کام مخلوق کے حلقے میں رکا ہوا ہے آپ مراقبہ کیجئے اللہ کے وکیل ہونے، اللہ کے کفیل ہونے کا انشاء اللہ اس سوچ و مراقبہ کی برکت سے گرہ کھل جائے گی، تالا کھل جائے گا، مراقبات سے تالے کھل جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بندہ کی قوتِ خیالیہ، قوتِ متفکرہ، قوتِ ارادیہ کے اندر بڑی طاقت رکھی ہے لیکن یہ طاقت مراقبات سے آتی ہے اس راز کو سمجھنے کی ضرورت ہے یہ طاقت بڑی دولت ہے جو آج میرے حضرت کی برکت

سے بیان ہو رہی ہے۔ مخلوقاتی ماحول میں آپ کا کام رکا ہوا ہے نماز کے بعد بیٹھ جایئے اور سوچنے لگئے میرا مولا وکیل ہے، کارساز ہے، میرا مولا کفیل ہے، میرے لئے کافی ہے، انشاء اللہ جب آپ ان کے وکیل ہونے کا اور کفیل ہونے کا مراقبہ کریں گے تالا کھل جائے گا جس کا جی چاہے آزما کر دیکھ لے۔

مراقبہ "علیم و خبیر"

اسی طریقے سے میرے عزیزو! بہت سے مراقبات ہیں بہت سے مراقبات ہیں اللہ تعالیٰ نے ہماری تخلیق کیوں فرمائی **اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَھُوَاللطیف الخبیر**، کیا وہ نہیں جانتا جس نے تمہیں پیدا کیا ہے ارے وہ بڑا باخبر ہے باریک بین ہے سینوں کے حالوں کو بھی جانتا ہے **یَعْلَمُ خَائِنَۃَ الْاَعْیُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْر** وہ اتنا جانتا ہے کہ تمہاری نظروں کا استعمال کیسا ہے کس خیانت کے ساتھ ہے اور اندر تم کیا لئے ہوئے ہو دل میں تم نے کیا کیا خیالات اختیاری طور پر پکائے ہوئے ہیں۔ میرے عزیزو آج بہت بڑی دولت کا بیان ہوا ہے یہ بڑی دولت آپ کو ہدیتاً" پیش کی گئی ہے مراقبات دراصل فکر قلبی کا نام ہے اور مراقبات کی تعلیم قرآن مجید میں بھی جابجا ہے اور احادیث میں بھی جابجا ہے **اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مُتَقَلَّبَکُمْ**

وَمَثْوٰکُمْ وہ جانتے ہیں تم کس طرح چل پھر رہے ہو اپنے گھر میں کس طرح تم رہتے ہو۔ میرے حضرت فرمایا کرتے تھے مجمع سے زیادہ تنہائی کے اندر باادب ہونا چاہیے میرے حضرت کا یہ مذاق تھا کہ تنہائی میں زیادہ باادب ہونا چاہیے کیونکہ ملائکہ موجود ہوتے ہیں اور ایک بات یہ بھی ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ بڑوں کا سبھی ادب کرلیتے ہیں کوئی چھوٹوں کا ادب کرکے دکھلائے انشاء اللہ اخلاق مہذب ہوجائیں گے جو چھوٹوں کے ساتھ صحیح طریقے سے پیش آئے گا کبھی بگڑے گا نہیں وہ شخص۔ یہ بھی میرے حضرت نے فرمایا کہ اصاغر اور اطفال کے ساتھ جس کا برتاؤ اکرام کا ہوگا کبھی بگڑے گا نہیں وہ شخص ہدایت سے نہیں ڈگمگائے گا۔ بڑی اونچی بات فرماگئے۔ آخری نصائح میں یہ بات فرمائی تھی کہ اصاغر اور اطفال کے ساتھ رہ کر اپنی نگرانی کرنا ایسا انسان کبھی ڈگمگایا نہیں کرتا، بڑوں کا ادب کرلینا یہ سب کیلئے آسان ہے، لیکن چھوٹوں کے ساتھ صحیح برتاؤ کرنا جو واقعتاً" آپ کے چھوٹے ہوں اور آپ کے قابو میں ہوں وہاں اپنے آپ کو مہذب بنائے رکھنا اور ان کا اکرام کرنا یہ بڑا مشکل کام ہے اسی طریقے سے صنفِ نازک، جنسِ لطیف، آپ کی بیوی آپ کی ماتحت ہے آپ کا پورا قابو ہے اس کے اوپر لیکن اس کے ساتھ صحیح برتاؤ کرنا اس کو شرعی دوست تسلیم کرنا اور اس کے مزاج کی رعایت کرنا اور اس کی غلطیوں سے اکثر وبیشتر درگزر کرنا دیکھئے پھر کتنا تعلق مع اللہ حاصل ہوتا ہے۔ میرے حضرت

نے تو یہاں تک فرمایا کہ اگر اس سلسلے میں کوئی مطعون کرے طعنہ دے کہ میاں فلانا جو ہے وہ بیوی کا غلام ہوگیا ہے لیکن خانہ داری کے اندر گھر اس کا اچھا چل رہا ہے اولاد کی تربیت ہو رہی ہے تو اس طعنے کو بھی برداشت کرجاؤ اللہ تعالیٰ تمہاری نیت کو تمہارے حال کو جانتے ہیں کہ تم کس طرح درگزر کرکے اللہ کے تعلق کو حاصل کررہے ہو۔

خلاصہ وعظ

بے حد ضروری ہیں یہ مراقبات اور یہ میں نے عرض کردیا کہ زمانہ اسباق کے اندر اذکار نہیں کرائے جاتے ہاں ایام رخصت کے اندر ان کو اذکار میں لگنا چاہیے اور ہمیں بھی اپنے کسی استاد باطن سے اپنے لئے اذکار تجویز کرانے چاہییں اور اشغال مشروط ہیں شیخ وہ اپنی نگرانی میں کراتا ہے کسی کیلئے چاہتا ہے کسی کیلئے نہیں چاہتا یہ صواب دیدی مسئلہ ہے بصیرت کا مسئلہ ہے، لیکن مراقبات سب کیلئے ہیں، عورتوں کیلئے بھی، مردوں کیلئے بھی، جس طرح مردوں کے لئے اسی طرح عورتوں کیلئے، جس طرح مشغول حضرات کیلئے اسی طرح فارغ حضرات کیلئے، جس طرح فارغ حضرات کیلئے اسی طرح مشغول حضرت کیلئے، لہٰذا مراقبات کی تعلیم قرآن و حدیث کے اندر جابجا موجود ہے مراقبہ گہری سوچ کا نام ہے، فکر قلبی کا نام ہے، دل کو بیدار کرنے کا

نام ہے۔ میں نے مختلف مراقبات پیش کئے تمثیلات کے ساتھ پیش کیے تفصیلات کے ساتھ پیش کئے اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر عمل پیرا ہونے کی بفکر توفیق عطا فرمائیں۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین○

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سالکین کے لئے قیمتی نصیحتیں

افادات

شفیق الامت حضرت مولانا شاہ محمد فاروق صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ خاص

مسیح الامت حضرت مولانا شاہ محمد مسیح اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

مکتبۃ النور، پوسٹ بکس ۱۳۰۱۲

کراچی ۷۵۳۵۰ پاکستان

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ط

توفیق الٰہی اپنے مرشد پاک کی برکت سے اپنے حضرت کی چیدہ چیدہ نصیحتیں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں عجیب بات فرمائی اور خود بھی عجیب و غریب تھے

شان عبدیت

ارشاد فرمایا کہ عبادت کر کے غرور کرنے والے سے گناہ گار توبہ کرنے والا بہتر ہے۔ عجیب بات فرمائی ہے۔ اور عبادت کہتے ہیں غلامی کو۔ اب

بتایئے کہ غلام غلامی بجا لائے اور غرور کرے کیا منہ ہے اسکا۔ وہ اس قابل ہے کہ غلام رہ کر اور غلامی میں ہو کر غرور کرے ۔ توبہ توبہ بہت بری بات ہے ۔ اپنی حیثیت کو تو سوچ کہ میں کیا ہوں۔ میں فلاں ہوں اور غلامی میرا کام ہے۔ اب غلامی کی حالت میں غلام رہ کر غرور کرنا بے جوڑ بات ہے۔ اُس کا کوئی جوڑ ہی نہیں۔ ذات باری تعالیٰ نے ہمیں اپنی غلامی کے لئے پیدا کیا ہے۔ ہم غلام ہیں اور ہمہ وقتی غلامی میں مصروف رہنا ہے۔ حضرت فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کی نعمتیں خوب برتو لیکن غلام بن کر۔

اور بڑا شرف ہے کہ ہمارا تعلق غلام ہونے کا ہے اور یہ تعلق رابطے کا تعلق ہے ضابطے کا نہیں ہے چاکری کا تعلق ہے نوکری کا نہیں۔ نوکری کا تعلق ضابطے کا ہوتا ہے اس کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی بس یہ کہ میں اتنی دیر کام کروں گا یہ کام کروں گا اور تنخواہ پاؤں گا۔ کام کیا اور چلا گیا اور اگر دیر ہو گئی تو وہ اوور ٹائم شمار ہوتا ہے۔ لیکن غلام کی شان کچھ اور ہے۔ ابھی بچوں کا پیشاب پاخانہ اٹھا رہا ہے۔ اور اگر کوئی آقا کو اہم بات پیش آگئی تو مقرب ہے۔ آقا نے اپنے پاس بٹھایا ہوا ہے۔ اور یہ مشورہ دے رہا ہے۔ ارے غلام بننے میں فائدہ ہے۔ کیونکہ اس کا تعلق رابطے کا ہوتا ہے۔ نوکری کا تعلق ضابطے کا ہوتا ہے لیکن جو مزہ اور لطف رابطے میں ہوتا ہے۔ وہ ضابطے میں کہاں ہے۔ اب بتایئے غلام غلامی کے اندر مشغول ہے۔ اور پھر غرور۔ بے جوڑ بات ہے۔ اباجی فرماتے ہیں کہ اس سے بہتر وہ گناہ گار ہے

جس نے گناہ کے بعد اللہ تعالیٰ سے رجوع کرلیا اور غرور کہا جاتا ہے دھوکہ کھانے کو غلام ہو کر دھوکہ کھا رہا ہے توبہ توبہ۔

اللہ تعالیٰ سے دل لگنے کی علامت

اور عجیب بات فرمائی کہ اللہ سے دل لگ جانے کی پہچان یہ ہے کہ دنیا کی کسی چیز سے دلچسپی نہ ہو۔ یعنی اس کا دل چپکا ہوا نہ ہو۔ زہد مطلوب ہے اور مومن کو زاہد ہونا چاہئے اور زہد کی آسان تعریف یہی ہے کہ دنیا کی کسی چیز سے دلچسپی نہ ہو۔ اباجی ہمیں زاہد بنا رہے ہیں زہد مطلوب دلوا رہے ہیں اور زاہد تر بنا رہے ہیں زاہد خشک نہیں خشکی سے کام نہیں چلتا خشکی میں سختی ہوتی ہے اور تری میں نرمی ہوتی ہے بعض آدمی انجانے پن کا ثبوت دیتے ہیں اور اپنے ورع اور اپنے زہد پر اپنے بیوی بچوں کو کستے ہیں۔ اپنے گھر والوں کو کستے ہیں۔ یہ بات غلط ہے آپ کا ورع اور زہد آپ کے ساتھ ہے اور ان کا ورع اور زہد ان کے ساتھ۔ اور حاصل ان کو بھی ہے لیکن اپنی کیفیات پر دوسرے کو کسنا نہیں چاہئے۔ یہ غلط بات ہے ہمارے حضرت اس کے خلاف تھے۔ بعض آدمی کہتے ہیں کہ میں تو متوکل ہوں حالانکہ ابھی توکل کی اسے ہوا بھی نہیں لگی۔ رضا بالقدر پورا پورا ہونا چاہئے یہ فرض ہے۔ لب کشائی بالکل نہ ہو۔ قدر اور تقدیر کے مسئلہ پر لب کشائی کی بالکل

گنجائش نہیں ہے یہ مسئلہ سمجھنے کا نہیں ہے ماننے کا ہے۔ ایک مرتبہ آپ دولت کدہ سے باہر مسجد نبوی صلی اللہ علی صاحبہ وسلم میں تشریف لائے۔ کچھ آدمی باتیں کر رہے تھے۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ کیا بات ہو رہی ہے آپس میں کیا باتیں کر رہے ہو۔ اباجی نے فرمایا کہ یہاں سے مسائل سلوک پیدا ہو گئے یہاں سے نکل رہے ہیں اور نکالے جا رہے ہیں مربی کو حق ہے کہ اپنے متعلقین سے پوچھے کہ کیا کر رہے ہو۔ کیا بات ہو رہی ہے۔ صحابہ نے صاف صاف عرض کر دیا کہ تقدیر کے مسئلہ پر گفتگو ہو رہی ہے۔ تو یہاں سے معلوم ہوا کہ طالبین سالکین کو اپنے مربی سے بات چھپانی نہیں چاہئے بلکہ پوری پوری بات بتانی چاہئے دیکھا اباجی مسائل کا استنباط فرما رہے ہیں اسے استدلال نہیں کہتے۔ اور استنباط اسے کہتے ہیں کہ سمندر کی تہہ میں غوطہ لگا کر پہنچنا اور وہاں سے غوطہ لگا کر لعل و گوہر نکال کر اوپر لانا۔ آگے شیخ کو حق ہے کہ سالکین کو گفتگو سے منع کر دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مربی تھے۔ آپ نے فرمایا خبردار جو اس مسئلہ میں کلام کیا اس مسئلہ کا ادب خاموش رہنا ہے۔ اس مسئلہ میں کلام نہ کرنا کوئی تذکرہ تبصرہ نہ کرنا۔ مسئلہ سلوک کا واضح ہو گیا کہ مربی کو حق ہے کہ طالبین کی خیر خواہی کی خاطر کسی بھی مسئلہ میں ان کو خاموش رہنے کی تعلیم دے۔ حضرت غوث پاک شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کا ایک ملفوظ حضرت والا نے سنایا تھا۔ کہ موت کا تکیہ لگا کر سویا کرو اسی تکیے پر جمعہ کے علاوہ حضرت کی دو مہینے تک مجلس ہوتی رہی

جمعہ کے روز اپنے پیرو مرشد حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کا وعظ من وعن بعینہ بلا تشریح کے سنایا کرتے تھے' اور مجلس عام اور بڑی مجلس جمعے کی ہوتی تھی۔ اور پورا ہفتہ حضرت حوالہ دیتے رہتے تھے۔ کہ جمعے کو وعظ میں نہیں سنایا تھا حضرت والا تھانوی کی بات پر کان دھرنے چاہئیں عمل کرنا چاہئے' حضرت والا نے یہ فرمایا تھا۔ حضرت مسیح الامت رحمتہ اللہ علیہ کو سارا وعظ مستحضر رہتا تھا۔ تو جمعہ کے علاوہ دو مہینے تک حضرت غوث پاک کے اس ارشاد پر مجلس ہوتی رہی۔ اباجی نے اس کا خلاصہ بیان فرمایا کہ موت کو تکیئے کے نیچے رکھ کر سویا کرو اگر اٹھا کرو تو زندگی کی امید مت رکھا کرو۔ شیطان نے بھی خوب پٹی پڑھائی ہے میں نے خود اپنے کانوں سے سنا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ جی موت کا کوئی بھروسہ نہیں۔ واہ واہ ارے بھائی زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں یہ تو طے شدہ چیز ہے۔ اور کہتے یوں ہیں کہ موت کا کوئی بھروسہ نہیں جب چاہے آجائے۔ جب چاہے کیسے آجائے گی کیا وہ اپنی مرضی سے آجائے گی۔ ہر ایک کو شکم مادر کے اندر یہ پیغام دیا گیا کہ تیرا نام یہ ہے اور تیرا کام یہ ہے اور تو اس وقت دنیا سے واپس ہوگا۔ یہ تین پیغام ملتے ہیں تب باہر تشریف لانا ہوتا ہے۔ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے۔

یہ تو زندہ رہنے والوں کی نادانی ہے کہ یوں سمجھتے ہیں کہ بس ہم یوں ہی دفناتے رہیں گے ایسے ہی عیادت کرتے رہیں گے۔ ایسے ہی تعزیت کرتے رہیں گے میرے عزیز! عنقریب تیرا نمبر لگا ہوا ہے۔ ادھر شکم مادر میں پیغام

دیا گیا وہ تو بھولا نہیں ہے بلکہ تجھے بھلا دیا ہے' یہ بھلانا بھی ان کا احسان سمجھ ورنہ زندگی اجیرن گزرتی اگر کسی سے یوں کہہ دیا جائے اور صحیح تاریخ بتلادی جائے کہ دس سال کے بعد فلاں تاریخ کو تیری موت واقع ہو جائے گی تو کیا وہ دس سال راحت میں گذریں گے یا زحمت میں گذریں گے' توبہ توبہ! زندگی اجیرن ہو جائے گی۔ بس دن ہی گنتا رہے گا۔ کہ اب اتنے دن ہو گئے' اب اتنے باقی رہ گئے اور ایک آدمی مومن ہے ایمان کی حلاوت میں اور اطاعت میں زندگی بسر کر رہا ہے۔ اور چند منٹ کے بعد دنیا سے جانے والا ہے لیکن بے فکر ہے مگن ہے اور مست ہے۔ تو بعض چیزوں سے ناواقفیت بھی دراصل احسان خداوندی ہے کہ اس بات سے ناواقف رکھا جائے گا۔ یاد رکھئے! زندہ رہنے پر تعجب ہے کہ یہ زندہ کیسے ہے مرجانا چاہئے تھا۔ آپ ماہرین امراض بدن سے پوچھئے وہ آپ کو بتلائیں گے کہ تعجب ہے کہ یہ انسان زندہ کس طرح ہے؟ حالانکہ کیسے کیسے جراثیم ہیں۔ اطباء نے لکھا ہے کہ دنیا میں کوئی ایک انچ جگہ ایسی نہیں ہے جہاں پر خناق کے جراثیم نہ ہوں۔ اور خناق کے جراثیم میں کوئی جرثومہ بدن میں داخل ہو جائے تو نرخرے کو توڑ کر رکھ دیتا ہے اسی وقت دم نکال دیتا ہے۔ اب بتلایئے ایسے جراثیم کے ساتھ زندہ رہنا تعجب کی بات ہے یا نہیں؟ یوں کہتے ہیں کہ موت کا کوئی بھروسہ نہیں ارے بھائی زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے۔

استحضارِ موت کا حکم

موت کا استحضار ماموربہ ہے اور یہ اعمال صالحہ میں سے ہے حدیث شریف میں صاف آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ غیر شہدا بھی ایسے ہوں گے جن کو شہدا کے درجے نصیب ہوں؟ آپ نے فرمایا : ہاں جو موت کو یاد رکھتے ہوں گے اور ایک روایت میں صاف آتا ہے کہ جو دن میں بیس مرتبہ موت کو یاد کرے وہ شہیدوں کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ استحضار موت ماموربہ عمل ہے جس سے دلوں کا زنگ معاصی کے دھبے جو دل پر پڑجاتے ہیں جو دل کو کالا کردیتے ہیں وہ اس سے زائل ہوجاتے ہیں دل کا صیقل ہوجاتا ہے رگڑا لگتا ہے زنگ دور ہوجاتا ہے۔ پالش آجاتی ہے صیقل پالش کو کہتے ہیں۔ اور موت کو بھلانے کی کوشش کرتے ہو۔ کیا تمہارے بھلانے سے نہیں آئے گی؟ ضرور آئے گی۔ ساری دنیا جراثیم سے بھری ہوئی ہے ایک تل دھرنے کو جگہ ایسی نہیں ہے جو جرثومات سے پاک ہو۔ اور ان جراثیم کے اندر رہتے ہوئے ذات باری تعالیٰ نے آپ کو حیات ناسوتی دی ہوئی ہے۔ کیسے زندہ رکھا ہوا ہے! یہ ان کا کرم ہے۔

دنیا میں آنا اللہ کا احسان ہے

اور انہوں نے ہمیں دنیا میں بھیج کر اور بندہ بنا کر خدا کی قسم احسان فرمایا ہے ابا جی فرمایا کرتے تھے کہ عالم ارواح کے اندر ہم مثل چیونٹیوں کے تھے ہم ترقی نہیں کر سکتے تھے اس دارالغرور میں بھیج کر احسان فرمایا ہے اور ترقی کی راہیں کھول دیں۔ پتہ چل جائے گا کہ کوئی کیا ترقی لے کر گیا ہے۔ جو کم ترقی والے ہوں گے۔ان کو ذات باری تعالیٰ کا دیدار جمعے جمعے کے روز ہوا کرے گا اور ترقی یافتہ اہل جنت کو ہر روز دیدار ہوا کرے گا اور جنتوں میں بھی ایسی جنت ان کو دی جائے گی جہاں پر ان کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مجالست باآسانی اور بے تکلف نصیب ہوتی رہے گی۔ یہاں پر یہ ریاضت و مجاہدے کی قدر نہیں کرتے اسے کچھ سمجھتے ہی نہیں۔وہاں قدر ہوگی اور ذکر میں لگتے نہیں اس کی وہاں قدر ہوگی؟ حدیث شریف میں آتا ہے کہ اہل جنت کو کوئی پریشانی نہیں ہوگی کوئی تکلیف نہیں ہوگی البتہ اس بات پر حسرت ہوگی کہ دنیا میں جو اوقات بغیر ذکر کے گزرے ہیں وہ اچھا نہیں کیا اور یہ دوسری بات ہے کہ اس حسرت وافسوس پر دنیا کی سی تکلیف اور تعجب نہ ہوگا۔ ایسے اوقات پر افسوس ہوگا کہ برا کیا وہ اوقات بھی ذکر اللہ سے بھرے ہوئے ہوتے۔ تاکہ بات آج کسی اور جگہ پہنچی ہوئی ہوتی۔

گناہوں کو چھوٹا نہ سمجھے

بہت سے ارشادات کا خلاصہ ابا جی نے فرمایا کہ گناہ کو چھوٹا نہ سمجھو گناہ کو بڑا سمجھو۔ یہ دیکھو کہ یہ کس کی نافرمانی ہے خالق اکبر مالک کی نافرمانی ہے توبہ توبہ! اور فرمایا جس نے گناہ کو چھوٹا سمجھا اس نے خدا کو چھوٹا سمجھا۔ الٰہی توبہ! الٰہی توبہ! ایسا معمولی سا سمجھا ہوا ہے۔ معاصی سرزد ہو رہے ہیں گناہوں کا صدور ہو رہا ہے مگر کسی بات کا فکر ہی نہیں ہے۔ حضرت فرمایا کرتے تھے کہ پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ پریشانی کا صرف ایک موقع ہے وہ یہ کہ جب گناہوں کا صدور ہو تو اس وقت جتنا بھی پریشان ہو کم ہے' اللہ کی نافرمانی ہو رہی ہے تو یہ موقع ہے پریشانی کا۔ ظاہری گناہوں سے بھی بچنا چاہئے باطنی گناہوں سے بھی بچنا چاہئے 'عقائد کے گناہوں سے بھی بچنا چاہئے' معاشرے کے گناہوں سے بھی بچنا چاہئے اور اخلاقیات کے گناہوں سے بھی بچنا چاہئے۔ ہر قسم کے گناہوں سے 'چھوٹے گناہوں سے بھی اور بڑے گناہوں سے بھی۔

گناہ کو اچھی نظر سے دیکھنا برا ہے

بعض لوگ گناہ کرتے تو نہیں ہیں مگر جو لوگ کرتے ہیں ان کو دیکھنا ان

کو پسند ہے وہ بھی اس میں شریک ہیں۔ ایک چال یہ بھی چلی ہوئی ہے۔ ہم تو چونکہ فقیر ہیں۔ سائل ہیں' کوچے کوچے کے اندر' گلی گلی کے اندر صدا لگاتے پھرتے ہیں تو کچھ باتیں ہمارے سامنے آجاتی ہیں۔ تو ایک یہ بھی ہے کہ خود معصیت کرتے تو نہیں ہیں مگر مبتلائے معصیت کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ تو یہ بھی گناہوں سے مانوس ہوئے۔ حالانکہ بالکل نفرت مطلوب ہے۔

ایک دفعہ اباجی کے ساتھ لاہور میں کار میں سوار ہو کر ایک جگہ جانا ہوا تھا۔ لاہور میں میدان کے اندر کچھ لڑکے نیکر پہنے ہوئے کھیل رہے تھے۔ اباجی نے فرمایا' **واذا مروا باللغو مروا کراما** ابھی قاری ایوب صاحب تلاوت کر رہے تھے تو یہ بات مجھے یاد آگئی' آپ نے بہت محبت سے فرمایا کہ کیا ضرورت ہے۔ اس طرف دیکھنے کی' جب ہم مشغول نہیں ہیں ہمیں پسند نہیں ہے تو پھر دلچسپ نگاہوں سے نظریں اٹھا اٹھا کر دیکھنا کیسا! کار میں پانچ آدمی تھے اباجی نے نصیحت فرمائی: **وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا کِرَامًا**۔ آپ نے فرمایا: یہ بری بات ہے۔ گناہوں سے نفرت ہونی چاہئے۔ معاصی سے نفرت ہونی چاہئے مگر گناہ گار سے نفرت نہیں ہونی چاہئے۔ تو چونکہ وہ کھیلنے والے نیم عریان ہیں ہم ان کی طرف نہیں دیکھیں گے۔ اور دل میں دعا کر لیجئے کہ اللہ ان کو ہدایت دے۔ معاصی جہاں پر سرزد ہوں وہاں سے بھاگنا چاہئے۔ سر پر پیر رکھ کر بھاگنا چاہئے۔

نفس کی ہر وقت نگاہ داشت کیجئے

اور ایک نصیحت یہ فرمائی کہ نفس کی ہر وقت نگرانی رکھے' ہم نے دیکھا ہے کہ کچے مکانوں کے اندر بل ہوتے ہیں اور ان بلوں اور سوراخوں کے اندر سانپ رہتے ہیں اور وہاں رہنا بھی ہوتا ہے کھانا پکانا بھی ہوتا ہے۔ بچے بھی ہوتے ہیں' اب کیا کریں پختہ عمارت نہیں ہے۔ چوہوں نے جو سرنگیں بنائی ہیں وہ دراصل سانپوں کے گھر بنا رہے ہیں یہ قاعدہ ہے اللہ تعالیٰ کھدائی کا کام چوہوں سے لیتے ہیں اور رہائش کا کام سانپوں سے کہ میں نے خود دیکھا کہ ایک سانپ نے چوہے کو سالم نگلا' لیکن پورا نگلا نہیں گیا' اس کے گلے میں آکر پھنس گیا بہت تڑپا چوہا باہر نہیں نکل سکا تو چوہا تو اندر مرگیا اور یہ سانپ باہر تڑپ تڑپ کر مرگیا..... نفس کی نگرانی کی بات ہو رہی ہے۔ گھر میں چوہوں نے بلیں بنا دیں سرنگیں بنا دیں اس میں سانپ آکر رہنے لگے گھر والو کو علم ہے کہ کبھی کبھی ان کی دم نظر آتی ہے کبھی کبھی ان کا منہ نظر آتا ہے۔ تو کوئی پتھر لگا دیتا ہے۔ کوئی اس کے اوپر کچھ اور چیز لگا دیتا ہے۔ لیکن پھر بھی رہتے ہیں' مگر اپنی حفاظت کرتے ہیں۔ کوئی نہ کوئی چیز لگا دیتے ہیں۔ یہ معلوم ہے کہ زہریلے سانپ ہیں مکان چھوڑ کر دکان چھوڑ کر جاتے نہیں' نگرانی رکھتے ہیں دن میں بھی رات میں بھی' رات کو موم بتی چراغ وغیرہ جلا کر تھوڑی سی روشنی کر کے بھی رکھتے ہیں' تاکہ کیڑے باہر نہ

آجائیں کیونکہ باہر روشنی میں آتے ہوئے ڈرتے ہیں' اندھیرے میں جلدی نکل آتے ہیں' ان سے بچنے کے لئے بالکل چوکس رہتے ہیں کہ کہیں وہ ہمیں نقصان نہ پہنچائے' ارے! وہ مارِبل جو بل میں سانپ ہے وہ کیا نقصان پہنچائے گا جو مار آستین آپ کو نقصان پہنچائے گا۔ ہروقت یہ نفس امارہ آپ کے ساتھ چپکا ہوا ہے۔ بمعہ اپنے پھن کے اور اپنے زہر کے' ڈسنے کے لئے ہروقت تیار رہے۔ اس سے زیادہ نگرانی اس کی کرو' ان بلوں سے زیادہ اس مار آستین کی نگرانی کرو' یہ آستین کا سانپ ہروقت تیار رہے۔ اور تمہارے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ اور تمہاری گھات میں ہے۔ ڈسنے کے لئے اور زہر ڈالنے کے لئے ہروقت تیار رہے۔ کہیں کا نہیں چھوڑتا' ذرا سی کوئی اچھی بات ہوگئی چار آدمیوں نے مصافحہ کرلیا دعا و سلام کرلیا اپنے کمال کا خود ہی معتقد ہو جاتا ہے۔ **لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہ**۔ یہ تو اللہ کی توفیق اور عطا ہے۔ اس پر غور کرو۔ اور ان کی توفیق شامل حال نہ ہو اور ان کی عطا نہ ہو تو یہ کس چیز کا کمال ہے۔ یہ تو ہمارے اندر نرا زوال ہی زوال ہے۔ اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگو' ایسا نہ ہو کہ اس نعمت کے اندر زوال آجائے اور یہ نعمت سلب ہو جائے۔

امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نعمت کے زوال کا خطرہ لگا رہنا یہ عجب کے خاتمے کا سبب ہے۔ عجب بہت بری بیماری ہے۔ حضرت فرمایا کرتے تھے کہ میرے حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حسد

اور عجب بہت دیر سے جاتا ہے' عوام تو عوام خواص میں بھی پایا جاتا ہے۔ حنین کے اندر دیکھ لیجئے آزمائش آگئی اور قرآن مجید نے بتلا دیا کہ عجب کی وجہ سے آئی ہے۔

نفس کی نگرانی بہت ہی ضروری ہے اور ہر وقت ضروری ہے۔ ایسا دشمن جس کا یقینی طور پر علم ہو کہ گھات میں لگا ہوا ہے۔ تو ہمیں بھی اس سے بچنے کے لئے' دفاع کے لئے ہر وقت چوکس رہنا چاہئے۔ اس کے مقابلے کے لئے مجاہدے کی مشق کو ضرور برقرار رکھنا چاہئے' یہ نہیں کہ ایک دفعہ نفس کی مخالفت کرلی' مجاہدہ کرلیا' معاصی سے بچ گئے اور مشق کو قائم نہ رکھا تو بہت برا مارے گا چاروں شانے چت کردے گا' کہیں کا نہیں چھوڑے گا' لہریں اٹھتی رہتی ہیں کہ یہ خوبی یہ کمال' یہ پندار ہے اور عجب ہے۔ ہوشیار رہو' اس سے اپنے آپ کو بچالو' صحابہ کرام نے اس سے نقصان اٹھایا ہے اگر تم اس میں مبتلا ہوگئے تو طغیانی آجائے گی اور تم برباد ہوجاؤ گے۔

گناہوں سے بچنا عبادت سے زیادہ ضروری ہے

اور فرمایا کہ گناہ سے بچنا عبادت سے زیادہ ضروری ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ عبادت نہ کرو' حضرت ضرورت کا درجہ بتلا رہے ہیں یہ منشاء ہے۔ یہ منشاء نہیں ہے کہ عبادت نہ کرے۔ گناہ سے بچے اور ویسے

کامیابی بھی گناہوں سے بچنے کے اندر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمت و توفیق دے کہ ہر قسم کے معاصی سے بچتے رہیں' اور ہم اپنے آپ کو بچائے رکھیں' ہر ناپسندیدہ چیز گناہ ہے' کیا تفصیل میں جایا جائے' نور ایمان اور نور تقویٰ خود ہی بتلا دیتا ہے کہ یہ کیا چیز ہے اور اللہ تعالیٰ نے اتنا نور تقوی کا اور نور ایمان کا سب کو عطا کیا ہے کھٹک پیدا ہو جاتی ہے' بندے کا ضمیر اور قلب جھنجھوڑتا ہے۔ کہ یہ اللہ کی نافرمانی ہے۔ تو گناہ سے بچنا عبادت سے زیادہ ضروری ہے۔

تھوڑی حلال روزی زیادہ حرام روزی سے بہتر ہے

اور فرمایا کہ حلال روزی تھوڑی' حرام روزی بہت سے' ہر طرح بہتر ہے' لقمہ حلال کی بات ہی کیا ہے۔ الحمد للہ خیالات بھی پاکیزہ ہو جاتے ہیں' رات کا اٹھنا بھی آسان ہو جاتا ہے۔ نیکی کی طرف طبیعت چلنے لگتی ہے۔ مستجاب الدعوات ہو جاتا ہے۔ آداب دعا میں سب سے پہلا ادب یہ ہے کہ دعا مانگنے والا لقمہ حلال کا عادی ہو' رزق حلال کا نور عجیب و غریب ہے۔ مفتیان کرام جس چیز کو حلال قرار دیں بس کافی ہے۔ اور شک نہ کرے' تو اباجی فرمایا کرتے تھے کہ حلال روزی تھوڑی' حرام روزی بہت سے ہر طرح بہتر ہے۔

قناعت میں عزت ہے

فرمایا ' عزت قناعت میں ہے۔ ہمیشہ قانع رہے جو مل جائے بس یہی سمجھئے کہ بہت ہے۔ میری حیثیت سے زیادہ ہے۔ ہمارے ہاں جلال آباد سے بعض حضرات اساتذہ کسی زمانے میں چلے گئے تھے۔ سب سے کم تنخواہ جلال آباد میں تھی بڑے بڑے حضرات کی ایسی ہی تنخواہ تھی وقت ایسا ہی تھا کیونکہ جیسی آمد ویسا خرچ' اسی کے تحت حضرت نظام چلاتے تھے۔ ایک دو حضرات چلے گئے مرے سامنے کی بات ہے بہت پرانی بات ہے ۔ ان حضرات کا پہنچنا ہی ہوا تھا' معافی مانگ کر پھر واپس آگئے۔ رمضان' عید' بقرعید کے موقع پر ان کے بچوں کو' گھر والوں کو جو دینے کا معمول تھا ابا جی نے وہ برقرار رکھا اور فرمایا کہ میرے ساتھ جو تعلق ہے وہ الگ چیز ہے۔ اور مدرسے کے ساتھ جو تعلق ہے وہ الگ چیز ہے لیکن ایک روز فرمادیا تھا کہ پچھتائیں گے اور پچھتا کر واپس آجائیں گے' یہی ہوا بڑی تنخواہ کو چھوڑ کر پھر اسی چھوٹی تنخواہ پر آگئے' اور معافی مانگی' پھر میری ان سے بات ہوئی تو میں نے پوچھا کہ آپ کو کیا محسوس ہوا آپ پھر واپس آگئے۔ کہنے لگے کہ کیا پوچھتے ہو' ابا جی کے بغیر تو وقت کاٹنا ہی مشکل ہوگیا' ارے! تنخواہ کی زیادتی کو چھوڑو' ایسی صحبت اور ایسی شفقت کہاں نصیب ہوتی ہے۔ ایک

بات ایک عالم نے بتلائی کہ جب تک ہم یہاں تھے کبھی مقروض نہیں ہوئے جب وہاں بڑی تنخواہ پر پہنچے تو مقروض ہو گئے۔

ابا جی نے فرمایا کہ عزت قناعت میں ہے اللہ تعالیٰ ہمیں قناعت نصیب فرمائے کہ جو بھی چیز ہم کو ملے بس ہم اسی کو کافی سمجھیں' اپنی حیثیت سے زیادہ سمجھیں' اور راضی رہیں اس کو قناعت کہتے ہیں' اللہ تعالیٰ ہمیں قانع بنائے' متوکل پہلے بن جاتے ہیں قانع بنتے نہیں ارے! جب تک قناعت نہیں ہوگی توکل کیسا' قناعت ہے نہیں اور دعویٰ توکل کا ہے' توکل کا نہیں تاکل کا ہے۔

مضبوط صبر

اور فرمایا مضبوط' قوی اور طاقت ور صبر یہ ہے کہ اپنے حصے پر راضی رہے۔ اور فرمایا کہ مردانگی کی بات یہ ہے کہ علم دین سیکھے یہ بات مردانہ ہے کہ علم دین سیکھے جس کے ساتھ عمل کامل ہو اور اخلاص ہو اور اخلاص کی بڑی برکت ہوتی ہے۔ اس کو ٹٹولتا رہے۔ صاف کرتا رہے کہ یا اللہ تیری رضا کے لئے ہے۔ بار بار اس کی تجدید کرتا رہے' تو علم دین سیکھنا اس پر عمل کرنا اخلاص کے ساتھ مردانگی ہے اور مردانگی کی بات پہلوانوں میں ہوتی ہے' اولیاء میں ہوتی ہے' صوفیاء نے مرد اولیاء کو کہا ہے۔ پہلوانوں

کو نہیں کہا' اور فرمایا کہ پہلوان وہ ہے جب طبیعت میں غضب ہو اور غصہ ہو اس کو پی جائے' یہ پہلوان ہے۔

بعض آدمی تو چاہتے ہی نہیں ہیں کہ غیظ و غضب کی طبیعت سے ان کو شفا حاصل ہو جائے بلکہ فخریہ طور پر کہتے ہیں کہ آپ نے ہمارا غصہ نہیں دیکھا' **لاحول ولا قوۃ الا باللہ** دیکھئے انہوں نے کہاں چاہا کہ شفا ہو جائے' ہر وقت ناک پہ غصہ رکھا ہے' گھر میں بگاڑ آرہا ہے دکانداری تباہ ہو رہی ہے کاروبار متاثر ہو رہا ہے' اباجی فرمایا کرتے تھے کہ سالک کی آدھی اصلاح دکان پر ہوتی ہے' اور آدھی خانقاہ میں' تو پھر یہ بھی فرمایا کہ یہ صورت آسانی کی ہے۔ اب آدھا کام دکان پر ہو جائے تو صورت آسانی کی ہے یا نہیں؟ باقی آدھا کام خانقاہ میں ہو جائے' ایسے ویسے آدمی کہہ جاتے ہیں کہ مولانا بنتے ہیں بے ایمانی کی باتیں کرتے ہیں' کوالٹی میں فرق کر رکھا ہے' جھوٹ کے دام بڑھا رکھے ہیں اس وقت ضبط کرنا چاہئے غصہ پی جانا چاہئے' اگر الجھو گے تو دو گاہک اور خراب ہوں گے' یہ تو کہہ کر چلا جائے گا' یہ سب باتیں اباجی فرما رہے ہیں' کیا عجیب باتیں ہیں!

حضرت نے امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کے حوالے سے ضبط اور غصہ کی ایک مثال بھی دی کہ پنساری کی دکان پر جو ایلوا ہوتا ہے۔ شہد کسی چیز سے خراب نہیں ہوتا' مگر ایلوے کو شہد میں ڈال دو' شہد خراب ہو جائے گا۔ شہد میں بڑی تاثیر ہے' مغلیہ بادشاہوں کے زمانوں میں آم شہد کے گھڑوں

میں ڈال کر رکھے جاتے تھے۔ شہد کے گھڑوں میں ڈبو دیتے تھے اور آم بھی پکے نہ کہ کچے' سال دو سال کے بعد نکالتے آم ترو تازہ نکلتا تھا' اللہ تعالیٰ نے شہد کو یہ تاثیر بخشی ہے۔ لیکن اگر شہد میں ایلوا ڈال دیا جائے تو شہد بگڑجاتا ہے فرمایا بالکل اسی طرح جس طرح شہد ایلوے سے خراب ہوجاتا ہے' غصہ سے ایمان خراب ہوجاتا ہے۔ خون جلتا ہے۔ صحت نہیں پنپتی۔ جب چہرے پر دیکھو خشکی معلوم ہوتی ہے۔ بے رونق بے زینت رہتا ہے۔ لوگ یوں کہتے ہیں کہ فلاں آدمی تو بڑی غصیلی طبیعت کا ہے' اس سے بچنا چاہئے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ وہ بھی کوئی انسان ہے جس میں محبت کا گھر نہ ہو' مومن کی شان تو یہ ہے کہ محبت کا گھر اس کے اندر ہو' دوسرے مومنوں کو اس کی طرف سے الفت ہو لگاؤ ہو۔ پیار کی کیفیت ہو نہ کہ بھاگنے کی کیفیت ہو' دوسرے لوگ بھی تیرے غیظ و غضب سے الرجی ہورہے' بہت بری بات ہے۔ اور مرد' اللہ والے ہوتے ہیں اور مردانگی کی بات یہ ہے کہ علم دین سیکھے اور اس پر کامل اخلاص کے ساتھ عمل کرے۔

نیک کام سے نیک صحبت بہتر ہے

ایک نصیحت حضرت کی اور سن لو' تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَة ۔ دس نصیحتیں' ہوجائیں گی۔ نیک کام سے بہتر نیک صحبت برے کام سے بدتر

بری صحبت' فرمایا کرتے تھے کہ نیک کام سے بہتر نیک صحبت اس لئے ہے کہ نیک کام میں بڑی سے بڑی توفیق شامل حال ہوسکتی ہے۔ بڑے سے بڑا کام کرسکتا ہے۔ اور بری صحبت میں بڑی سے بڑی برائی سرزد ہوسکتی ہے' گھر اس کا برباد ہوسکتا ہے کافر ہوسکتا ہے۔

خطبات التوحید میں شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے اور بعض روایات لائے ہیں' آج سے چالیس سال پہلے میرے پاس یہ کتاب تھی اور اس وقت وہ اسی سال پہلے کی چھپی ہوئی تھی' اس وقت میں نے مطالعہ کیا تھا' اباجی کے ساتھ ابتدائی تعلق تھا' اس میں لکھا ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ صبح کو مومن شام کو کافر' شام کو مومن تو صبح کو کافر ہوگا' آگے سبب بتلایا کہ یہ صحبت بد کا نتیجہ ہوگا' غلط قسم کے دوستوں کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے دین کا مذاق اڑایا جارہا ہے' اور یہ ان کی تائید کرکے بے ایمان ہورہا ہے' بیوی کو نکاح سے نکال رہا ہے حج کو باطل کررہا ہے' تو نیک کام سے بہتر نیک صحبت اور برے کام سے بدتر بری صحبت اس سے بچنا چاہئے بھاگنا چاہئے' بری رفاقت سے گندی رفاقت سے بھاگنا چاہئے' ایمان کے لالے پڑجائیں گے۔ الٰہی توبہ! الٰہی توبہ!

یہ طرز نصیحت تھا ہمارے حضرت کا' خون پسینہ ایک کردیا ایسی شفقت فرمائی' کیا عرض کیا جائے' دیکھئے! کیسی کیسی نادر باتیں فرمائی ہیں' چھانٹ چھانٹ کر ایسی باتیں لائے ہیں تاکہ یہ کچھ بن جائیں ان کا بھلا ہوجائے'

دارین کی بھلائی حاصل کریں، ان کی اصلاح ہوجائے، اللہ کا تعلق حاصل کریں ان کی اصلاح ہوجائے، اللہ کی محبت حاصل کریں، مردانگی اور ولایت کی شان انکے اندر پیدا ہوجائے، دین آجائے، صحیح عمل آجائے، مقامِ اخلاص حاصل ہوجائے، ایسی دردمندی اور شفقت تھی، اللہ ہم سب کو اباجی کی نصیحتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور اللہ ہمیں فہم سلیم اور عقلِ مستقیم عطا فرمائے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دار العلوم نیوکاسل میں طلباء سے خطاب

افادات

شفیق الامت حضرت مولانا شاہ محمد فاروق صاحب دامت برکاتہم
خلیفہ خاص
مسیح الامت حضرت مولانا شاہ محمد مسیح اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
مکتبۃ النور، پوسٹ بکس ۱۳۰۱۲
کراچی ۷۵۳۵۰ پاکستان

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ؐ

الحدیث : اَللّٰھُمَّ اَغْنِنِیْ بِالْعِلْمِ وَزَیِّنِّیْ بِالْحِلْمِ وَاَکْرِمْنِیْ بِالتَّقْوٰی وَجَمِّلْنِیْ بِالْعَافِیَۃِ

توفیق الٰہی اپنے مرشد پاک کی برکت سے اس بابرکت دارالعلوم کی مسجد میں دو سال کے بعد دوسری حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ الحمد اللہ وطن ہی سے قلب میں تقاضا تھا کہ میں دالعلوم نیوکاسل ضرور جاؤں گا۔ اور میرا اس میں اپنا فائدہ ہے ہر انسان اپنی منفعت کا غرضی ہوتا ہے۔ الحمد اللہ تقاضا تھا کہ جب بھی افریقہ کا سفر ہوگا تو میں دارالعلوم ضرور جاؤں گا۔ اللہ کا شکر ہے کہ اللہ نے بلا استحقاق دوبارہ یہ سعادت عطاء فرمائی کہ میں آج اپنے عزیز طلباء کی زیارت کررہا ہوں اور ان کے مابین حاضر

ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو علوم نافعہ سے نوازے اور آپ کے علوم کے فیضان کو ہم تک پہنچائے اور امت مسلمہ آپ سے فیض یاب ہو۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عجیب دعا

میں نے آپ کے سامنے ایک مسنون دعا کی تلاوت کی ہے اور یہ یقیناً آپ کے حسب حال ہے کیونکہ کوئی مسئلہ امداد الٰہی کے بغیر حل نہیں ہوتا۔ اور اللہ سے اس میں مدد مانگنی چاہئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عجیب طریق سے اس دعا کے اندر اللہ سے مدد مانگنے کا سلیقہ سکھایا ہے۔ اور واضح اشارہ کردیا کہ اگر اللہ کی امداد تمہارے شامل حال ہوگی تو ان ان حالتوں سے ہوگی اے اللہ! میری مدد فرمایئے اور کیسے فرمایئے! سبحان اللہ! خود ہی کہلوا رہے ہیں کہ یوں کہتے جایئے کہ میرے علم کے ساتھ میری مدد فرمایئے۔ اور مجھے زینت اور رونق عطا فرمایئے حلم کے ذریعے۔ اور حلم اس متانت کو کہتے ہیں جس کے ساتھ تواضع ہو' سنجیدگی ہو اور بردباری ہو۔ علیم کو حلیم بھی ہونا چاہئے۔ اور مجھے بزرگی نصیب فرمایئے اپنا تعلق نصیب فرمایئے پرہیزگاری کے ساتھ۔ یعنی میں گناہوں سے بچا رہوں جب علم کے ذریعے میری مدد ہو' حلم کے ذریعے میری زینت ہو اور بزرگی تقویٰ کے ذریعے ہو۔ تو اس سے انوار کی کیفیت پیدا ہوگی اس میں کہیں

تا زنہ آجائے خودپسندی نہ آجائے یا اللہ جو جمال مجھے علم، حلم اور تقویٰ کے ذریعے حاصل ہوگا۔ اے الہ العلمین یہ جمال مجھے عافیت کے ساتھ عطاء فرمایئے کہ میں کہیں فتنے میں مبتلا نہ ہوجاؤں بلکہ وہ جمال عافیت کے ساتھ چاہتا ہوں۔

اَللّٰھُمَّ اَغْنِنِیْ بِالْعِلْمِ وَزَیِّنِّیْ بِالْحِلْمِ وَاَکْرِمْنِیْ بِالتَّقْوٰی وَجَمِّلْنِیْ بِالْعَافِیَۃِ

اللہ تعالیٰ ہماری علم کے ذریعے مدد فرمائیں اور حلم کے ذریعے مزین فرمائیں۔ بزرگی، اکرام اور اپنی نسبت عطاء فرمائیں تقویٰ کے ذریعے اور عافیت کے ساتھ ہمیں جمال عطاء فرمائیں۔

علم کا حلم سے جوڑ

میرے حضرت نے ایک مرتبہ عجیب بات فرمائی کہ جانتے ہو کہ جڑواں کسے کہتے ہیں؟ تو میں نے کہا حضرت! جب دو بچے ایک ساتھ پیدا ہوں تو اسے ہمارے ہاں جڑواں کہا جاتا ہے۔ فرمایا! بالکل اسی طرح علم اور حلم جڑواں ہیں علم اس نور کا نام ہے جس سے ذات باری تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ صاحب علم کا صاحب حلم ہونا بہت ہی ضروری ہے۔ اور حضرت اس پر کافی دیر تک گفتگو فرماتے رہے کہ علم اور حلم یہ دونوں جڑواں ہیں اور صاحب علم کا صاحب حلم ہونا بے حد ضروری ہے۔ ہلکا پن

نہ ہو، چھچھورا پن نہ ہو اور عمل میں کوتاہی نہ ہو یہ ساری باتیں ان کے اندر ہونی چاہئیں۔ تب ہی تو لوگ ان سے استفادہ کریں گے۔

اور ایک مرتبہ فرمایا کہ علم امام ہے اور عمل اس کا مقتدی ہے ار۔ بھائی! جب تم امام بن رہے ہو تو پھر عمل میں کمزوری کیسی، عمل میں کمزور، نہیں ہونی چاہئے۔

علماء کا مقام

اور عالم کی فضیلت بہت زیادہ ہے عالم کی فضیلت تو نفس علم کی بناء پر ہے لیکن اگر وہ صالح ہو اور باعمل ہو تو سونے پر سہاگہ ہے۔ اور حضرت کبھی بھی اس بات کو برداشت نہیں فرماتے تھے کہ عالم کی شان میں کوئی شخص اشکال یا نکیر پیش کرے۔ اور یوں فرمایا کرتے تھے کہ توبہ کا طریقہ وہ تم سے زیادہ بہتر جانتے ہیں کیا بعید ہے کہ انہوں نے توبہ خالصہ کے بعد اللہ سے خاص تعلق قائم کرلیا ہو۔ اور تم نکیر کرکے اپنے آپ کو خراب کرلو اور سوء خاتمہ کی طرف چلے جاؤ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ علماء کا اکرام بہت زیادہ ہونا چاہئے اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ شیخِ طریق فقیہ ہونا چاہئے صوفی ہونے کے ساتھ ساتھ فقیہ بھی ہو۔ ورنہ اس کے سلسلے میں گمراہی پھیلے گی خالص صوفی نہ ہو بلکہ فقیہ بھی ہو۔ دین کی باریک سمجھ رکھنے والا ہو۔ اور

اتنا علم اس کے پاس ہو کہ وہ خود بھی بخوبی چل سکے اور دوسروں کو بھی چلا سکے ورنہ ایسے سلاسل کے اندر خطرہ ضلالت کا ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ قیامت کے میدان میں آپ کی امت کو حکم ہوگا کہ جنت کی طرف چلو۔ خیر! آپ کی امت جنت کی طرف رواں دواں ہوگی تو اس امت کے علماء نہیں جائیں گے ذات باری تعالیٰ فرمائیں گے کہ اس امت کے علماء ٹھہر جائیں عام لوگوں کے ساتھ نہ جائیں۔ میرے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے علماء ٹھہر جائیں۔ میں اہل قیامت پر ان کے مقام اور منصب کا مشاہدہ کرانا چاہتا ہوں یہ فرما کر ان کو روک لیا جائے گا۔ اور ان کو شفاعت کا حق دیا جائے گا کہ تم جس کو چاہو گناہ گار ساتھیوں کو بخشوا کر لے جاؤ۔ بھرے میدان محشر کے اندر اس امت کے علماء کا مقام اور منصب دکھلایا جائے گا اس امت کے علماء کا بہت بڑا درجہ ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ وارث ہیں اور ظاہر ہے کہ یہاں پر جو اساتذہ ہیں وہ بھی وارثان نبی ہیں ان کا بہت ادب کرنا چاہیے۔

حضرت مسیح الامتہ کی طلباء کو نصیحتیں

میرے حضرت دینی مدارس کے طلبہ کو نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ نماز با جماعت کا اہتمام اور تلاوت کی پابندی ہو تلاوت میں کمزوری نہیں آنی چاہئے زمانہ اسباق میں اور زمانہ کتب میں بہت سے حضرات منزل کے پابند نہیں رہتے قرآن مجید ان کا کچا ہوجاتا ہے اس طرف سے غفلت نہ برتیں۔ آج وہ جتنا بھی تلاوت کا اہتمام کریں گے اتنا ہی علمِ نافع ان کو حاصل ہوگا اور یہ بھی نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ تقویٰ والی زندگی اختیار کرو۔ اساتذہ کا ادب کریں' کتب کا ادب کریں' درسگاہ کا ادب کریں' مدرسہ میں داخل ہوں' دخیل نہ ہوں۔ داخل ہونے کا تو سب کو حق ہے مگر دخیل ہونے کا کسی کو حق نہیں۔

اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے مہتمم کے ساتھ اساتذہ کی جانب سے خوب حسن ظن رکھا جائے اور ان کو اپنا محسن تسلیم کیا جائے اور نہ بدگمانی مہتمم کی طرف سے ہو اور نہ ہی انتظامیہ کی جانب سے ہو۔ یہ بہت ہی بری بات ہے آپ کو کیا معلوم کہ کتنے پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں اس کے بعد کچھ انتظامات کرتے ہیں۔

اختلاط سے اجتناب

اور ایک نصیحت خاص طور پر فرمایا کرتے تھے کہ اختلاط سے احتیاط ہو اور اس پر خود حضرت مسیح الامت کا عمل رہ چکا ہے۔ دارالعلوم دیوبند کے زمانہ قیام میں حضرت مسیح الامت اور حضرت مولانا مفتی محمود گنگوہی صاحب دامت برکاتہم ایک ہی حجرے میں رہتے تھے آپ حضرات کو حیرت ہوگی کہ کوئی خاص تعلق ان حضرات کے مابین نہیں ہوا۔ کوئی دوستی ان میں قائم نہیں ہوئی بس اپنے اپنے کام میں دونوں مشغول رہتے تھے فراغت کے بعد تعلقات قائم ہوئے اور پھر ایسی محبت ہوگئی کہ پھر ایک دوسرے کے بغیر چین نہیں آتا تھا۔ حضرت مسیح الامت کا جب ۱۳ نومبر ۱۹۹۴ء میں انتقال ہوا تو حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم سفر پر تھے جب انہوں نے وفات کی خبر سنی تو لرز گئے کانپ اٹھے شدت کا بخار طاری ہوگیا۔ اتنے متاثر ہوئے کہ دیگر مشاغل ان کو چھوڑنے پڑے ایسا تعلق تھا اور حضرت بھی ان کا بہت اکرام فرماتے تھے بہت لحاظ فرماتے تھے اور بہت ہی محبت فرماتے تھے دیکھئے! یہ بھی تو حضرات تھے۔

اختلاط کی حقیقت

کسی طالب علم نے یہ اشکال پیش کیا کہ اختلاط کسے کہتے ہیں ہم جو ایک

استاد کے ہاں سبق پڑھتے ہیں وہ بھی تو اختلاط ہے تکرار کرتے ہیں وہ بھی تو اختلاط ہے مطالعہ کرتے ہیں وہ بھی تو اختلاط ہے۔ اس سے مراد کونسا اختلاط ہے۔ حضرت مسیح الامتہ نے فرمایا یہ تو اجتماع برائے اسباق ہے اجتماع برائے مطالعہ اور اجتماع برائے تکرار ہے یہ اختلاط نہیں ہے ایک ہی استاذ کے پاس پڑھ رہے ہیں اسباق میں شریک ہیں اور پاس پاس بیٹھتے ہیں۔ وہی بیٹھنے والے جب باہر نکلتے ہیں تو کوئی چٹکی لیتا ہے کوئی کہنی مار کر کہتا ہے یار بہت دن ہوئے ملاقات نہیں ہوئی کہاں تھے یہ ہے اختلاط۔ اور کہتا ہے کہ آؤ ہوٹل چلیں چائے پئیں تفریح کے لئے چلیں' یہ بھی اختلاط ہے اس اختلاط سے روکا جاتا ہے۔ خرابی کی ابتداء اس اختلاط سے ہوتی ہے جس سے ہمارے اکابر نے منع فرمایا ہے حضرت والا کے یہاں یہ دو نصیحتیں خاص طور پر تھیں۔

اور میں ناشتے سے پہلے حضرت مہتمم صاحب سے عرض کررہا تھا کہ حضرت بڑے بڑے علماء کو یہ نصیحت فرماتے تھے کہ غصہ پاس نہ آئے اور تمام طلباء کو یہ عام نصیحت تھی کہ اختلاط سے پرہیز کرو۔ علم حقیقی جبھی آئے گا جب اختلاط سے بچا جائے گا جب تم اتنی محنت کررہے ہو گھر سے تم باہر ہو والدین کی نہ معلوم کتنی آرزوؤں پرپانی پھرا ہوا ہے ورنہ آج کے دور کے ماں باپ بس یہی چاہتے ہیں کہ بچہ ذرا سا بڑا ہو اور کھانے کمانے کے قابل ہو اور ہمیں کہیں سے کما کرلا کردے۔ دیکھا جائے جو والدین مدارس دینیہ

میں اپنے بچوں کو بھیجتے ہیں یہ ان کا بڑا ایثار ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا بہترین صلہ ان کو دونوں جہاں میں عطاء فرمائے آج کے دور میں یہ بہت بڑی قربانی ہے باہر نکل کر دیکھیں تو ماحول بالکل متضاد ہے۔ اس دور میں بچے کو بیس پچیس برس کی عمر تک فارغ رکھنا اور اس کے اخراجات برداشت کرنا یہ بہت بڑی بات ہے بڑے ایثار کی بات ہے۔ تو ہمارے حضرت رحمتہ اللہ علیہ طلباء کے لئے خاص طور پر یہی نصیحت فرماتے تھے کہ اختلاط سے پرہیز کرو اور یہ بھی فرماتے تھے کہ ہم جماعت کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ہو غیر ہم جماعت کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا بالکل نہ ہو بالخصوص امارد کے ساتھ بالکل نہ ہو۔

ایک حکایت

حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کی خانقاہ میں ایک طالب علم آیا اور آکر عرض کیا۔ بڑے ابا! اگر اجازت ہو تو ہم عصر کے بعد تفریح کے لئے صحراء کی طرف اور جنگل کی طرف چلے جائیں؟ حضرت تھانوی کو بڑے ابا کہا کرتے تھے۔ حضرت نے پوچھا کہ ساتھ کون جائے گا؟ اس نے اپنے ہم جماعت کا نام بتلا دیا۔ وہ لڑکا اس کا ہم عمر تھا اور وہ دونوں عاقل اور بالغ تھے حضرت نے اجازت دے دی اور وہ چلے گئے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ جو منصبِ اصلاح پر بیٹھتا ہے غیب سے اس کی مدد فرماتے ہیں۔

اچانک کسی نے آکر اطلاع دی کہ وہ دو طالب علم جو صحرا کی طرف گئے ہیں مدرسہ کا ایک نا سمجھ' نا بالغ چھوٹا طالب علم ساتھ تھا۔ حضرت نے فوراً تینوں کو طلب فرمایا۔ تینوں حاضر ہو گئے حضرت نے اس اجازت لینے والے سے پوچھا کہ جب میں نے تم سے معلوم کیا تھا کہ تمہارے ساتھ کون جائے گا تو تم نے اپنے ہم جماعت کا نام لیا تھا۔ اس بچے کا نام تو نہیں لیا تھا۔ اب اس نے بات بنائی۔ بڑے ابا ہم دونوں کا ہی ارادہ تھا بغیر کہے یہ ہمارے ساتھ ہو لیا ہم کیا کریں؟ حضرت نے فرمایا: اچھا! تم دونوں اس طرف ہو کر بیٹھ جاؤ۔ وہ بیٹھ گئے حضرت نے بچے سے پوچھا کہ تم ان کے سامنے صحیح صحیح بات بتلاؤ۔ کہ پہلے سے پروگرام تھا یا یہ دونوں جا رہے تھے اور تم ساتھ ہو لیے؟ اس نے کہا بڑے ابا! پہلے سے پروگرام تھا انہوں نے مجھ سے کہا ہوا تھا کہ تجھے بھی سیر کے لئے لے جائیں گے یہ جھوٹ بول رہے ہیں میں ان کے منہ پر کہتا ہوں۔ میں ان کے ساتھ نہیں ہو لیا بلکہ یہ مجھے بلا کر لے گئے ہیں۔ اس پر حضرت نے ان سے کہا کہ کیا یہ صحیح کہہ رہا ہے؟ اس نے کہا کہ جی! صحیح کہہ رہا ہے حضرت بہت خفا ہوئے اور کہا کہ تم نے ضابطے کی خلاف ورزی کی ہے لہٰذا چھوٹے بچے کو تو رہنے دیا ان دونوں کی خطا ثابت ہو چکی تھی ان کا خارجہ فرما دیا۔

مہتمم سے حسن ظن

دیکھئے! اہتمام کے اندر مادہ "ہم" کا ہے۔ یہ بے چارے غم میں گھلے جاتے ہیں ہمیں کیا معلوم پڑھانے والوں کو اور طالب علموں کو، کہ کہاں کہاں کے غم ان کے سر پڑے ہوئے ہیں اور پھر ہم ان سے بد گمانی برتیں توبہ! توبہ! معاذ اللہ! حسن ظن رکھنا چاہئے اور یاد رکھیے بد گمانی کے لئے دلیل شرعی کی ضرورت ہے ثبوت پیش کرنا پڑے گا۔ اور ظن حسن کے لئے کسی ثبوت کی ضرورت نہیں۔ چاہے جتنا آپ کسی سے حسن ظن رکھیں اس پر آپ کو ثواب حاصل ہوگا اور اللہ کی رضاء اور اس پر قرب حاصل ہوگا۔

طلبِ علم کی نیت

عزیزان من! ایک نصیحت یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ زمانہ طالب علمی میں اپنی نیت درست کرلو۔ اب نیت کیا ہونی چاہئے۔ دو باتیں فرمایا کرتے تھے نیت یہ ہونی چاہئے کہ عمل کروں گا۔ اور پڑھاؤں گا۔ ابتداء ہی سے ذہن تدریس کا ہونا چاہئے آج ہمارے پاکستان میں ہزاروں نوجوان لڑکے فارغ ہو رہے ہیں اور ایسے مدارس جن میں دورہ ہوتا ہے بے شمار ہیں۔ کوئی زراعت کی طرف چلا جاتا ہے کوئی صنعت کی طرف نکل جاتا ہے کوئی

تدریس کی طرف جاتا ہے لیکن تدریس کی طرف لگنے کا شوق نہیں ' اتنے فارغ ہونے والوں میں مشکل سے صحیح معنی میں دس پانچ تدریس کی طرف جاتے ہیں حضرت والا فرمایا کرتے تھے کہ فارغ ہونے کے بعد ابھی کمزور اور خوار حالت ہوتی ہے اپنے اساتذہ کے قریب رہ کر زیادہ سے زیادہ اپنی کتابوں کا مطالعہ ہو۔ اور جہاں جہاں نقائص اور خامیاں رہ گئی ہوں ان کو پورا کرو اور تدریس میں لگو بہت کچھ علم کی روشنی حاصل ہوگی۔ ختم بخاری کے موقع پر ارشاد فرمایا کہ تمہاری طالب علمی ختم نہیں ہوئی آپ حضرات کی صحیح طالب علمی کا دور اب شروع ہو رہا ہے۔

طالب علم کی تعطیلات

اور کافی نصیحت فرماتے تھے کہ تعطیلات میں یہ وقت اپنے بزرگوں کے مشورہ سے کسی اللہ والے کی خانقاہ میں لگاؤ۔ فرمایا کرتے تھے کہ تعلیم کے لئے جس قدر مدرسہ ضروری ہے تقریباً ویسی ہی ضرورت تربیت کے لئے خانقاہ کی ہے اس دارالتزکیہ میں جاؤ کیوں آپ اپنی تعطیلات کے وقت کو خراب کرتے ہو۔ کسی اللہ والے کے پاس جا کر اللہ اللہ کرنا سیکھو۔ اللہ کا نام لینا سیکھو۔ رذائل کی اصلاح کراؤ۔ عام طور پر ہمارے اندر حسد پایا جاتا ہے اور عجب پایا جاتا ہے کوئی ہمارا ساتھی اچھا تکراری ہے اچھی

کتابیں نکال رہا ہے سہ ماہی' ششماہی' سالانہ میں اچھے نمبر لے آیا ہم اس کے ساتھ حسد کرنے لگتے ہیں۔ حسد تو حابط اعمال ہے۔ بہت بری بات ہے اس پر جلتے ہیں اور خالی جلنا نہیں بلکہ اس نعمت کا زوال چاہتے ہیں۔ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ ترقی انہیں کیوں ہوئی اس کی ترقی ختم ہو جائے یہی تو حسد ہے۔ توبہ! توبہ! بعض زیرک اور ذہین طالب علم اپنے کمالات کو اساتذہ کا فیض نہیں سمجھتے بلکہ اپنی طرف منسوب کرتے ہیں کہ میرے اندر یہ قابلیت ہے اور میرے اندر یہ قابلیت ہے اور میں فلاں فلاں کتاب میں یوں چلتا ہوں' یوں سمجھ لیتا ہوں آئندہ آنے والا سبق ایک روز پہلے ہی سمجھ لیتا ہوں۔ یہ عجب ہے' گھمنڈ ہے اور خود پسندی ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی بناء پر نعمت میں زوال آجائے یا نعمت سلب ہو جائے یا جو نعمت بڑھ رہی تھی وہ گھٹ جائے۔ توبہ! توبہ!

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِکَ مِنۡ زَوَالِ نِعۡمَتِکَ وَ تَحَوّلِ عَافِیَتِکَ وَفُجَاءَۃِ نِعۡمَتِکَ وَ جَمِیۡعِ سَخَطِکَ ○

دیکھئے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح دعا تعلیم فرمائی کہ اس طرح پناہ مانگ لیجئے۔ کہ اے اللہ میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں اور جو پناہ مانگتا ہے وہ زوال نعمت سے ان کی حفاظت میں آجاتا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ اپنی دی ہوئی نعمت میں زوال ڈال دیں۔ اور مجھ سے وہ نعمت چھن

جائے۔ جو ذات عطا فرمانے پر قادر ہے وہ واپس لینے پر بھی قادر ہے۔ ڈرنا چاہئے اور میں اس بات سے پناہ چاہتا ہوں کہ کہیں یہ چین و سکون اور عافیت واپس نہ ہوجائے۔ اور کسی ناگہانی مصیبت میں گرفتار نہ ہوجاؤں۔ اور جَمِیْعِ سَخَطِکَ یا اللہ میں آپ کی جیسی بھی ناراضگی ہے، جیسی بھی خفگی ہے اس کے جیسے بھی عنوانات ہیں، جتنی بھی قسمیں ہیں، میں سب سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں۔ اپنی حفاظت میں لے لیجئے۔ تو عزیزان من! حسد سے بھی اپنے آپ کو بچائیے اور عجب سے بھی اپنے آپ کو بچائیے۔

دیکھئے حنین کے اندر بس اتنی سی بات ذہن میں آگئی تھی کہ آج تعداد بھی ہماری زیادہ ہے اور اسلحہ بھی پورا ہے۔ بس دو دو ہاتھ کرکے جلدی سے فارغ ہوکر واپس مدینہ طیبہ چلے جائیں گے اپنے اوپر نظر چلی گئی۔ اِذْ اَعْجَبَتْکُمْ کَثْرَتُکُمْ دیکھ لیجئے وقتی طور پر کتنی پریشانی پیش آئی۔

حضرت مسیح الامتہ کی تحقیق لطیف

حضرت مسیح الامہ کی تحقیق لطیف، میرے حضرت اس کو ھزیمت اور شکست تسلیم نہیں کرتے تھے۔ حضرت مسیح الامت فرمایا کرتے تھے کہ نہ شکست احد میں ہوئی اور وقتی شکست بھی نہیں ہوئی اور نہ حنین میں ہوئی اور نہ طائف میں ہوئی۔ فرمایا کرتے تھے کہ شکست اسے کہتے ہیں کہ فوج

چاہئے تتر بتر ہو جائے مگر سپہ سالار بھی اپنی جگہ چھوڑ دے۔ تو سپہ سالار اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کے اندر حملہ ہونے کے بعد دس دن قیام فرمایا پورا عشرہ لگایا شکست کہاں ہوئی۔ یہ سوچنا غلط ہے اس کو وقتی شکست بھی نہیں کہہ سکتے۔ اسی طرح حنین کے اندر آپ جمے رہے ایک انچ پیچھے نہیں ہٹے۔ اور پھر آپ نے حضرت عباس سے یہ آواز لگوائی چونکہ آپ رفیع الصوت تھے' بلند آواز والے تھے کہ تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کو یاد کرو۔ تم اللہ کے رسول کو چھوڑ کر کہاں جاتے ہو۔ سب کے سب جمع ہو گئے لیکن آپ نے ایک انچ سرکنا گوارا نہیں کیا۔ اور اسی طرح جنگ احد کے اندر ایک انچ نہیں سرکے۔ حضرت مسیح الامت اس بات کے قائل تھے کہ نہ وقتی شکست احد میں ہوئی نہ حنین میں ہوئی اور نہ ہی طائف میں ہوئی' شکست اسے کہتے ہیں کہ سپہ سالار اپنی جگہ چھوڑ دے اور آپ نے جگہ کو نہیں چھوڑا بلکہ طائف میں بھی دس دن تک قیام فرمایا جبکہ پنڈلیاں لہولہان ہو چکی تھیں اور نعلین کے اندر خون جم چکا تھا اس کے باوجود دس دن تک قیام فرمایا۔

تو عزیزان من! حسد اور عجب سے اپنے آپ کو بچانا چاہئے یہ خطرناک رذیلے ہیں کتنے خطرناک ہیں! اس کو علماء اور مشائخ جانتے ہیں حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا عوام تو عوام خواص میں سے بھی یہ دو رذیلے بہت دیر سے نکلتے ہیں اور شیخ کو بڑی نگرانی کرنا پڑتی ہے بڑی

ترکیبیں اختیار کرنا پڑتی ہیں تاکہ ان دو رذیلوں کی جڑ نکل جائے۔

طالب علم مجاہد بھی ہے اور مہاجر بھی

اور طلبِ علم میں مشغولی جہاد میں مشغولی ہے۔ آپ اللہ کے راستے میں ہیں ملائکہ آپ کے لئے دعا کرتے ہیں اور آپ کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں حضرت فرمایا کرتے تھے کہ جو طلبِ علم کے اندر مشغول ہے وہ جہاد فی سبیل اللہ کے اندر مشغول ہے۔ یہ طلباء مجاہدین ہیں اور فرمایا کرتے تھے کہ ایک اعتبار سے یہ مہاجرین بھی ہیں اللہ کے لئے نفس کُشی کر رہے ہیں نفس کا مقابلہ کر رہے ہیں خواہشات کو پامال کر کے اللہ کا دین سیکھ رہے ہیں۔ اور گھر کے عیش و آرام کو چھوڑ کر نقل مکانی کر کے مدرسہ کے دارالاقامہ کے اندر قیام پذیر ہیں۔ یاد رکھیئے! آپ دارالاقامہ میں اصحاب صفہ کی سنت زندہ کر رہے ہیں حضرت فرمایا کرتے تھے کہ مدرسہ کے دارالاقامہ کے اندر رہنا یہ اصحاب صفہ کی سنت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے کہ آپ یہاں رہتے ہوئے علمِ نافع کے حصول میں خوب محنت کے ساتھ باعمل رہیں۔ لیکن تدریس کا 'پڑھانے کا ارادہ رکھیں۔

تصوف کی حقیقت اور ضرورت

باقی تصوف کی طرف سے کوئی گھبرانے والی بات نہیں ہے۔ یہ ہَوّا نہیں ہے بلکہ بہترین مزے دار حلوہ ہے۔ یہی جسمانی صفائی کو ہم میں سے کون پسند نہیں کرتا۔ جس طرح جسمانی صفائی کو ہم پسند کرتے ہیں روحانی صفائی کو بھی پسند کرلیں، سیدھی سی بات ہے کوئی لمبی چوڑی بات نہیں ہے۔

رئیس الاحرار حضرت مولانا حبیب الرحمان صاحب لدھیانوی رحمتہ اللہ علیہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے پاس سہارنپور تشریف لائے۔ اور آکر حضرت شیخ سے سوال کیا کہ حضرت بتلایئے کہ تصوف کس چیز کا نام ہے۔ حضرت شیخ نے فوراً فرمایا کہ تصوف نام ہے تصحیح نیت کا۔ حضرت مسیح الامت نے فرمایا کہ تصوف "**انما الاعمال بالنیات**" سے شروع ہوتی ہے اور "**ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک**" پر پورا ہوتا ہے آسان سی بات ہے اور کوئی بات قرآن و سنت سے باہر نہیں ہے۔ آپ مشائخ دیوبند کے حالات کو دیکھئے اور بزرگوں کے سوانح حیات ضرور دیکھئے۔ تذکرۃ الرشید، تذکرۃ الخلیل، سوانح قاسمی، اشرف السوانح میں طلبہ کو مشورہ دیا کرتا ہوں کہ چھٹی کے وقت میں اپنے بزرگوں کی سوانح ضرور پڑھیں کہ ہمارے اکابرین کے کیا کیا حالات ہیں؟ حضرت شیخ کی آپ بیتی کا ضرور مطالعہ کریں اس سے انشاء اللہ آپ کو اندازہ ہوگا کہ ہمارے حضرات نے علم و عمل کے میدان میں کیا کیا کام

انجام دیئے؟ کیسا کیسا کام کیا ہے؟ آپ کو حیرت ہوگی اور اس سے انشاء اللہ آپ کو استقامت حاصل ہوگی۔

طالب علم کیلئے مسیح الامتہ کا قیمتی مشورہ

زمانہ اسباق میں میرے حضرت دو چیزوں کے مطالعے کا مشورہ دیا کرتے تھے اس سے کتابیں سہل ہوجاتی ہیں اور علم میں ترقی ہوتی ہے۔ بہشتی زیور اور مواعظ اشرفیہ۔ فرمایا کہ جتنے بھی نکات ہیں وہ سب کے سب مواعظ میں آتے رہتے ہیں اور تعطیلات میں وقت کسی اللہ والے کی خانقاہ میں "دارالتزکیہ میں لگایا جائے اور وہاں پر بزرگوں کی سوانح کا مطالعہ کیا جائے اور اللہ کا نام سیکھا جائے۔ طلبہ برادری کے سامنے یہ مختصر سے میرے معروضات ہیں جو ایک مسافر کی طرف سے ہدیہ ہے امید ہے کہ آپ اس کو قبول فرمائیں گے اور مسافر کی دعا رد نہیں کی جاتی میں آپ کے لئے دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے اللہ تعالیٰ نفس امّارہ کی اماریت سے بچائے شیطان کے بہکانے سے بچائے اور علوم نافعہ آپ کو عطاء فرمائے آپ کو مزید صالح بنائے آپ کے علم میں اور اعمال صالح میں ترقی ہو۔

واخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین ○